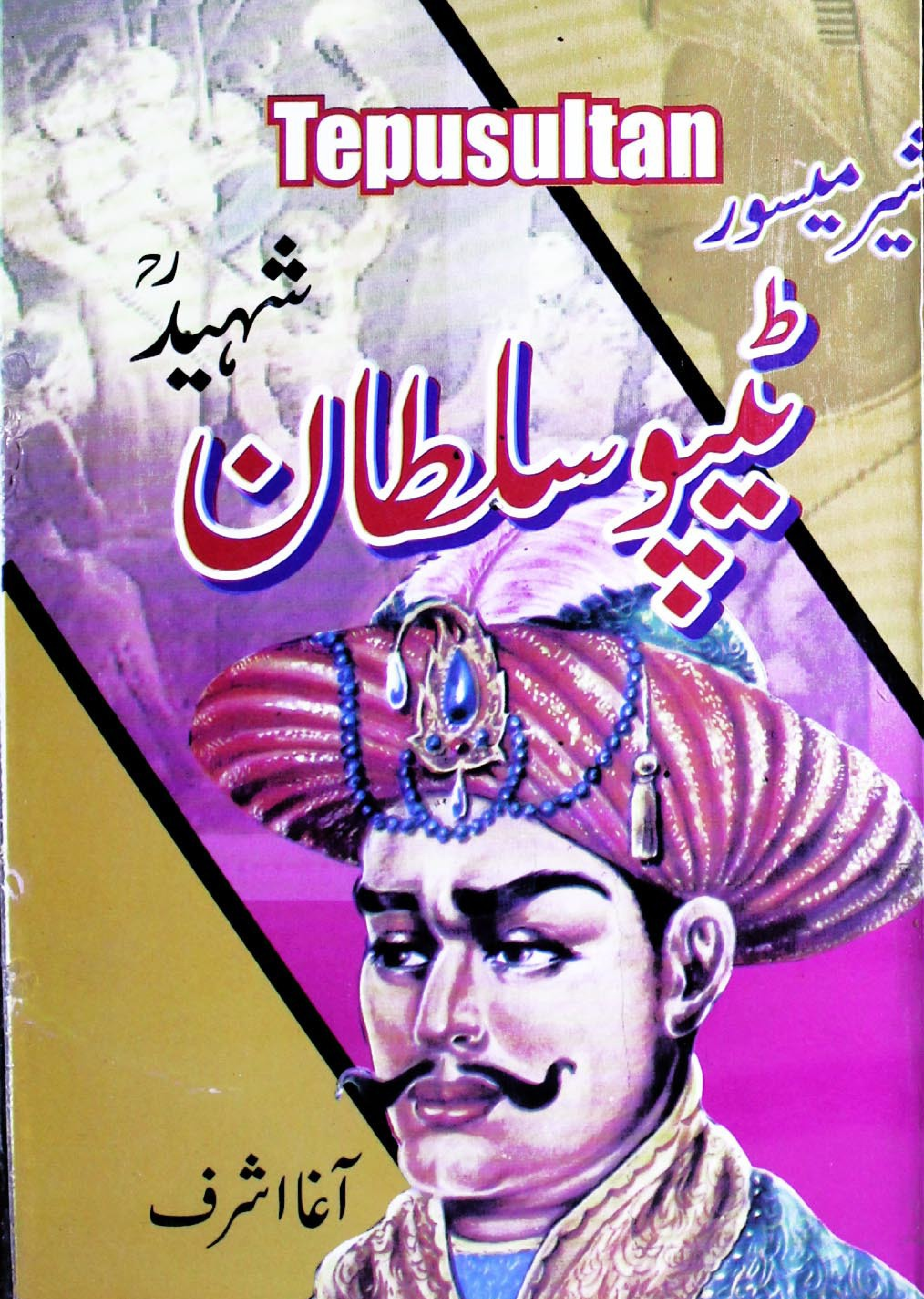

Marfat.com

Marfat.com

11 B

ٹیپو سلطان

آغا اشرف

ملنے کا پتہ

خزینۂ علم و ادب الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور
فون: ۷۳۱۲۱۶۹

شعلِ ادب چوک انارکلی مسلم مسجد لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

102318

ناشر...... محمد ناصر

پرنٹر..... زاہد بشیر پریس

کتابت..... تسنیم ارشد سیرا

قیمت.. 30 روپے

1995ء

Marfat.com

سلطان ابو الفتح علی ٹیپو شہید
اتحاد بین المسلمین کا سب سے پہلا داعی
جس نے اس حقیقت کو سب سے پہلے محسوس کیا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں
کی نجات کا راز آپس کے اتحاد و یگانگت میں مضمر ہے۔!!

Marfat.com

"شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی
سو سال کی زندگی سے بہتر ہے"

(سلطان ٹیپو شہید)

Marfat.com

سلطان ٹیپو کی شکست دراصل ہندوستان کی آزادی کا خاتمہ تھا!
برصغیر ہند وپاک کی آئندہ نسلیں ٹیپو کی یاد کو ہمیشہ عزیز رکھیں گی۔ اُس
ٹیپو کو جو شہری ٹیپو تھا!! بہادر ٹیپو تھا۔ شہید ٹیپو تھا!!!
جو بہادروں کی طرح اپنے وطن کی حفاظت کرتا ہوا شہید ہوا۔ جس نے
جان دے دی آزادی کے پرچم کو ہاتھ سے نہ دیا۔

Marfat.com

عین اس وقت

جبکہ دونوں وقت مل رہے تھے

اور

آفتاب شفق کی سرخیوں میں ڈوب رہا تھا سلطنت خداداد کا مہر منیر اور حریت کا بتر اعظم سلطان ٹیپو شہید سرنگاپٹم کی دیواروں پر اپنی حسرت بھری الوداعی نگاہیں ڈالتا ہوا ہمیشہ کے لیے اپنے خون کی سرخیوں میں غروب ہو گیا۔

Marfat.com

ٹیپو سلطان کی جگہ کوئی اور کمزور دل اور ضمیر فروش حکمران ہوتا تو وہ انگریزوں کی اطاعت قبول کر کے اپنا تخت و تاج بچا لیتا۔ مگر ٹیپو سلطان کی غیرت نے اس ذلت و رسوائی کو برداشت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ زندگی بھر ناموافق حالات کا مقابلہ کرتا رہا اس نے غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دی اور جنگ آزادی میں مردانہ وار جام شہادت نوش کیا۔

Marfat.com

ٹیپو سلطان کی موت محض ایک بلند ہمت مجاہد اور ایک شیر دل فرمانروا کی موت نہ تھی بلکہ اس کے ساتھ حفاظتِ وطن کا ہر ہنگامہ مر گیا وہ فولادی بند ٹوٹ گیا جو برسوں اجنبی اقتدار کے سیلاب کو بے باکانہ ملک بھر میں پھا جانے سے روکے رہا

وہ آتش کدہ بجھ گیا جس سے عشق آزادی کے شعلے لگاتار اٹھتے رہے اور سرزمین وطن کو زندگی کی حرارت بخشتے رہے۔ یہ ایک فرد کی موت نہ تھی بلکہ ہندوستان کے جہاد استقلال کی موت تھی۔

Marfat.com

ٹیپو سلطان کی ذات میں خدمتِ اسلام اور وطن دوستی کے جذبات پورے توازن کے ساتھ جمع ہوگئے تھے نہ ان کو اسلام کی محبت نے وطن کی آزادی سے غافل کیا اور نہ وطن کی آزادی کے شوق میں وہ اسلام کی خدمت سے غافل ہوئے!

Marfat.com

○

سلطان ٹیپو کی موت وہ موت ہے جو عاشقوں کو آئی ہے۔
یہ موت راہ حق کی انتہا ہے اور عشق کے میدانِ جنگ میں عاشق کی آخری تکبیر
مومن ہر وقت مرنے کے لیے تیار رہتا ہے
موت جس رنگ میں بھی آئے اسے لبیک کہتا ہے۔

○

Marfat.com

سلطان ٹیپو شہید شہیدانِ محبت کا علمبردار ہے مشرقی ممالک کی آزادی
اس کی ذات سے وابستہ تھی۔ آج دنیا میں اس کا نام چاند و سورج سے زیادہ
روشن ہے اور
اس کی قبر کی مٹی آج بھی برصغیر کے کروڑوں رسمی مسلمانوں سے کہیں
زیادہ زندگی کے خواص و آثار اپنے اندر رکھتی ہے۔

Marfat.com

○

عشق و آزادی بہارِ زیست کا سامان ہے
عشق میری جان آزادی میرا ایمان ہے
عشق پر کر دوں فدا میں اپنی ساری زندگی
لیکن آزادی پہ میرا عشق بھی قربان ہے۔

○

Marfat.com

وہ جس کے نام سے ڈرتے تھے بچگانِ فرنگ
جلا نہ سامنے اس کے کبھی چراغِ فرنگ

Marfat.com

ترتیب

۱۔ پیش لفظ	۱۵
۲۔ ٹیپو سلطان کے خاندانی حالات	۱۸
۳۔ ٹیپو سلطان کے فوجی معرکے	۲۵
۴۔ مرہٹوں اور انگریزوں کی سازش	۳۸
۵۔ میسور کی تیسری جنگ	۴۶
۶۔ غداران وطن	۵۴
۷۔ میسور کی چوتھی لڑائی	۶۵
۸۔ میسور پر حملہ	۷۳
۹۔ ٹیپو سلطان کی شہادت	۸۷
۱۰۔ ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد	۹۷
۱۱۔ شیر میسور	

Marfat.com

پیش لفظ

شخص حیثیت سے سلطان ٹیپو ایک بہترین آدمی تھا، سلطانی و بادشاہی کے اختیارات رکھنے کے باوجود وہ خدا سے ڈرتا تھا۔ اسلامی قانون کا احترام ملحوظ رکھتا تھا۔ قانون کی خلاف ورزی سے اس نے اکثر گریز و پرہیز کیا اپنے وعدوں کی پابندی کی۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آیا۔ خلق خدا کے ساتھ رحم کا برتاؤ کیا غیر مسلم کو اس کی حفاظت میں تھے۔ ان سے انتہائی رواداری اور فیاضی کا سلوک کیا۔ ایک مسلمان حکمران کے اصلی فرائض بڑی حد تک بجا لانے کی کوشش کی۔ غیر مہذب لوگوں کو جانوروں سے انسان بنایا۔ تعلیم پھیلائی۔ بد اخلاقیوں کو دور کرنے کی کوشش کی غلط رسموں رواجوں کو مٹانے میں اپنا پورا زور صرف کیا۔ لڑائیوں میں اپنے دشمنوں تک سے وہ برتاؤ کیا جس کی ہدایت اسلام نے دی ہے

سیاسی تدبّر اور حسن تدبیر کے لحاظ سے بھی ٹیپو سلطان کوئی معمولی

Marfat.com

درجہ کا انسان نہیں تھا۔ ہندوستان میں وہ پہلا آدمی تھا جس نے بحری بیڑے کی اہمیت کو محسوس کیا۔ ہندوستان میں وہ ایک ہی شخص تھا جس نے انگریزی امپیریلزم کے بڑھتے ہوئے اثر کے اثرات پوری طرح محسوس کیے اور ان کو روکنے کے لیے بہترین سیاسی اور حربی تدبیریں جو اس وقت ممکن تھیں استعمال کیں۔

سلطان شہید کے سیاسی تدبّر کا یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ اس نے ایک طرف صنعت اور تجارت کے ذریعہ سے اپنی سلطنت کی معاشی طاقت مضبوط کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف گرد و نواح کے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ سمٹ کر اس کی سلطنت میں جمع ہو جائیں اور پھر جس طرح سلطان نے مغربی قوموں کی باہمی کشمکش سے فائدہ اٹھانے اور مسلمان ریاستوں کو متحد کر کے بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کی کوششیں کیں اور سلطان کی سیاسی دور بینی پر دلالت کرتی ہے۔

مگر ان تمام قابلیتوں کے باوجود وہ ناکام رہا اور اس لیے ناکام رہا کہ یہ سب خوبیاں محض ایک شخص کی ذاتی تھیں۔ اجتماعی نہ تھیں۔ ہندوستان کے عام باشندے اور خود مسلمان قوم کے جمہور، اخلاقی حیثیت سے پوری طرح بگڑ چکے تھے ان کے اندر کوئی اجتماعیت نہ تھی۔ کسی باہمی وفاداری کے رشتہ میں وہ بندھے ہوئے نہ تھے درحقیقت فرد فرد الگ تھا اور ہر فرد اپنی

Marfat.com

ذات کے سوا کسی کا وفادار نہ تھا

دوسری طرف انگریزی قوم تھی جس میں اخلاقی حیثیت سے کتنے ہی عیب تھے لیکن قوم کے ساتھ وفاداری میں وہ سب ثابت قدم تھے اس اعتبار سے ٹیپو سلطان اور انگریزوں کا مقابلہ ایک شخص اور ایک قوم کا مقابلہ تھا جس میں اس کے بہترین دوست، غداران وطن میر صادق، میر غلام علی لنگڑا، میر قمرالدین اور میر معین الدین پورنیا میر قاسم علی، بدرالزمان نائطہ اس کے دشمن تھے۔ آستین کے سانپ تھے، جو کسی نہ کسی طرح سلطان ٹیپو کی شہادت کے دن ہی مارے گئے۔ ان غداروں نے دنیا کی وقتی خوشیوں کی خاطر نہ صرف اپنے ایک محسن بلکہ اپنے عزیز وطن سے غداری کر کے آخرت کا ابدی عذاب خریدا۔ آنے والی نسلیں ہمیشہ ان لوگوں پر لعنتیں بھیجتی رہیں گی

جعفر از بنگال صادق از دکن
ننگِ ایماں ننگِ دیں ننگِ وطن

Marfat.com

ٹیپو سُلطان کے خاندانی حالات

شہید حریت سلطان ابو الفتح علی ٹیپو کا تعلق جیالے سپاہیوں کے وطن پنجاب سے تھا۔ آپ کا پر دادا نقل مکانی کر کے بنگلور میں جا بسے تھے۔

سلطان کے دادا نے راجہ میسور راج وڈیار کی فوج میں ایک سپاہی کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ اور ان کے انتقال کے بعد سلطان کے نامور والد اور سلطنت خداداد کے بانی سلطان حیدر علی نے بھی ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے زندگی کی ابتدا کی قدرت کی طرف سے حیدر علی کو وہ تمام سپاہیانہ اوصاف ملے تھے جو ایک کامیاب انسان کے لیے ضروری ہیں چنانچہ انہوں نے تھوڑے عرصہ ہی میں اپنی دلیری اور تدبیر سے راجہ کو اپنی اہمیت کا احساس دلایا تو اس نے

Marfat.com

انہیں ڈنڈیگل کا گورنر بنا دیا۔

دِلی کی مغلیہ سلطنت کے کمزور پڑ جانے سے مرہٹے اپنے آپ کو بہت بڑی فوجی طاقت سمجھنے لگے تھے اور ان کے سرپھرے سردار پورے ہندوستان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ شہنشاہ دلی اور دوسرے چھوٹے بڑے مسلمان حکمرانوں کو پریشان کرنا اُن کا خاص مقصد تھا لیکن ملک گیری کی ہوس نے ان کو ہم مذہب ہندو حکمرانوں کا بھی دشمن بنا دیا تھا ان دنوں میسور ایک چھوٹی سی ریاست تھی ۱۷۶۱ء میں مرہٹوں نے اسے تر نوالہ سمجھ کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ راجہ کو خطرے کا احساس ہوا تو اس نے غور و فکر کے بعد حیدر علی کو اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر مرہٹوں کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور اس کی امید کے عین مطابق حیدر علی نے مرہٹوں کو میسور کی سرحد سے مار بھگایا لیکن دشمن کا خطرہ ٹلتے ہی دربار میسور میں حیدر علی کے خلاف سازشیں شروع ہو گئیں راجہ میسور کی ایک رانی اور ایک ہندو سردار کھنڈے راؤ نے اس سازش میں نمایاں پارٹ ادا کیا۔ اور حیدر علی کے مسلمان ہونے کا بہانہ بنا کر خود راجہ کو بھی اس سے بدظن کر دیا سب کے صلاح مشورے سے یہ طے پایا کہ جب حیدر علی سرنگاپٹم آئے تو اس کی قیام گاہ کو چپکے سے آگ لگا دی جائے لیکن

Marfat.com

حیدر علی کو اس سازش کا علم ہو گیا اور وہ اپنے بیوی بچوں کو خدا کے سپرد کر کے رات کی تاریکی میں سرنگاپٹم سے نکل گیا۔ اپنے ذلیل منصوبے میں ناکام رہنے کے بعد کھنڈے راؤ اپنے اعصاب پر قابو نہ پا سکا اور راجہ کی اجازت سے فوج کو حیدر علی کو گرفتار کرنے کے لیے روانہ کیا۔

کوئی معمولی آدمی ہوتا تو اس مصیبت میں ہمت ہار بیٹھتا لیکن حیدر علی نے اپنے چند جانثاروں کو جمع کر کے میسور کی فوج کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دے کر سرنگاپٹم پر قبضہ کر لیا اس طرح راجہ میسور کی ناعاقبت اندیشی، مذہبی جنون اور احسان فراموشی کے باعث قدرت نے مظلوم رعایا کی دیکھ بھال کا فرض حیدر علی کے سپرد کیا وہ سپہ سالار سے ریاست میسور کا تاجدار بن گیا۔

Marfat.com

ٹیپو کی پیدائش

حیدرعلی کی اولاد نہ تھی۔ٹیپو مستان شاہ نے دعا مانگی۔ دعا قبول ہوئی۔ دسمبر ۱۷۵۱ء میں حیدرعلی کی چہیتی بیوی فخر النساء کے بطن سے شہزادہ بمقام دیون ہلی پیدا ہوا۔ٹیپو مستان کے نام مناسبت سے شہزادے کا نام فتح علی ٹیپو رکھا گیا حیدرعلی نے اپنے بچے کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی عربی فارسی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فن سپہ گری اور شہسواری کے لیے بھی نہایت قابل اتالیق مقرر کئے گئے۔ چنانچہ پندرہ برس کی عمر میں ٹیپو ہر قسم کے علم و فنون میں ماہر ہو گیا ٹیپو کی عمر سات آٹھ سال کے لگ بھگ تھی وہ سرنگا پٹم میں اپنے ہمجولیوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ ایک خدا رسیدہ فقیر اس طرف سے گزرا اس نے ٹیپو کو دیکھا اور کہا،

Marfat.com

"بیٹا ایک دن تو میسور کا بادشاہ بنے گا۔ اس وقت اس جگہ ایک ایسی عظیم الشان مسجد بنوانا جو صدیوں تک یادگار رہے"

ٹیپو نے مسکرا کر جواب دیا

"جب میں بادشاہ بنوں گا تو ضرور ایسا کروں گا۔"

فقیر کی پیشن گوئی صحیح ثابت ہوئی اور ٹیپو نے اسی جگہ ایسی شاندار مسجد تعمیر کرائی جو آج بھی اس کی عظمت و شوکت کا افسانہ دہرا رہی ہے۔

ٹیپو آغاز شباب ہی میں ایک لائق جرنیل بن گیا جب اس کی عمر اکتیس برس کی تھی تو حیدر علی نے اسے آٹھ ہزار سوار فوج کے ساتھ مرہٹوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔

ٹیپو نے دریائے کاویری کے کنارے ڈیرے ڈالے۔ اس وقت مرہٹہ فوج دھرم پوری میں لوٹ مار کر رہی تھی ٹیپو موقع کے انتظار میں تھا جب لوٹ کا مال ہاتھی گھوڑوں پر لادا جا رہا تھا ٹیپو بھی مرہٹوں کا بھیس بدل کر ان میں شامل ہو گیا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ اچانک ٹیپو کے حکم سے مرہٹہ فوج پر گولیاں چلائی گئیں اس ناگہانی حملے سے مرہٹے بوکھلا کر بھاگے اور لوٹ کا سب مال بھی وہاں چھوڑ گئے۔

ٹیپو مال غنیمت میں چار ہزار گھوڑے اور زرومال سے لدے ہوئے سینکڑوں

102318

Marfat.com

ہاتھی اور اونٹ دے کر واپس ہوا۔

حیدر علی کو لڑائی سے ذرا فرصت ہوئی تو ٹیپو کی شادی کی رسم ادا کی گئی اس کی والدہ کی خواہش تھی کہ اس کی شادی خاندان کے ایک بزرگ لالہ میاں کی دختر رقیہ بانو سے ہو اور حیدر علی امام بخش نائطہ کی لڑکی سے رشتہ کرنا چاہتا تھا چنانچہ ایک ہی دن دونوں لڑکیوں سے سلطان ٹیپو کا نکاح پڑھایا گیا۔

اس وقت ٹیپو کی عمر ۲۳ سال کی تھی شادی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حیدر علی کو انگریزوں سے جنگ پیش آئی جس میں نظام اور مرہٹے بھی انگریزوں کے ساتھ تھے ٹیپو نے اتحادیوں کو ہر محاذ میں شکست دی۔ ۱۷۸۲ء میں جب ٹیپو پائیں گھاٹ کے گردو نواح میں لڑ رہا تھا اس کو نواب حیدر علی کی وفات کی خبر پہنچی۔ حیدر علی اس وقت اپنی فوج کے ساتھ ارکاٹ کے قریب خیمہ زن تھا۔ حیدر علی کی نعش کو خفیہ طور پر سرنگاپٹم پہنچایا گیا ٹیپو بھی جنگ ختم کئے بغیر سرنگاپٹم کی جانب روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ میر صادق وزیر اعظم اور پورنیا وزیر مال مقرر ہوئے۔

تخت نشینی کے موقع پر ملک کے مختلف گوشوں میں خطوط اور فرمان روانہ کئے گئے نظام الملک اور دربار پونا کی طرف سے بھی بیش بہا تحفے

Marfat.com

لے کر سفیر حاضر ہوئے

ٹیپو سلطان جب تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے فوجی سامان کا جائزہ کا حکم دیا۔ اس حکومت کے مطابق سب چیزوں کا شمار کیا گیا جن کی مختصر فہرست یہ ہے

ہاتھی نو سو

گھوڑے ساٹھ ہزار

اونٹ چھ ہزار

بندوقیں چھ لاکھ

تلواریں دو لاکھ

توپیں بائیس ہزار

ان کے علاوہ گولہ بارود اور دوسرے جنگی ہتھیار بے شمار تھے۔ اس وقت جو ملک ٹیپو سلطان کے قبضہ میں تھا اس کا رقبہ اسی ہزار میل تھا سالانہ خراج کی آمدنی تین کروڑ روپے کی تھی۔ کل مقبوضات کی آبادی ساٹھ لاکھ کے قریب تھی جن میں ایک لاکھ پچپن ہزار فوج تھی جو مختلف قلعوں میں متعین تھی ان کے علاوہ اور فوجیں بھی تھیں جو سارے ملک میں ادھر ادھر پھیلی ہوئی تھیں اور ان کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تھی اور کروڑوں روپے کی مالیت کے جواہرات اور سونا چاندی خزانہ میں موجود تھا

Marfat.com

ٹیپو سلطان کے فوجی معرکے

ٹیپو سلطان ابھی انتظام سلطنت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ خبر آئی انگریزی فوجیں جنگ کی غرض سے واندیواش کے مقام پر پہنچ گئی ہیں سلطان بھی لشکر جرار لے کر واندیواش سے تین کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوا۔ انگریز خوف کھا کر بغیر جنگ کئے مدارس کو لوٹ گئے۔ سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے ترپا توڑ کے اطراف میں قیام کیا۔

انہیں دنوں جاسوس یہ خبر لائے کہ ایاز خاں نے جسے نواب حیدر علی نے حیدر نگر کا گورنر بنا رکھا تھا، نمک حرامی کر کے سب قلعے انگریزوں کے حوالے کر دیئے اور خود بمبئی چلا گیا ہے۔

دوسری طرف حاکم کڑپا کا داماد سید محمد خاں انگریزوں کے ساتھ

Marfat.com

سازباز کر کے سلطان کے خلاف ایک نیا فتنہ کھڑا کرنا چاہتا ہے تیسری طرف دارالسلطنت سرنگاپٹم کا قلعدار بھی دشمنوں سے سازش کر رہا ہے لہذا ان غداروں کا جلدی سے جلدی قلع قمع کرنا چاہیئے ٹیپو سلطان نے ان باغیوں کا حال سنا تو دس ہزار پیادہ فوج میر معین الدین کے زیر کمان پائیں گھاٹ کے سرکشوں کی سرکوبی کیلئے روانہ کی اور خود ایک لشکر جرار کے ساتھ چیتل ورگ کے نواح میں خیمہ زن ہوا۔ محمد علی کمیدان جو دارالسلطنت سرنگاپٹم کے انتظام اور وہاں کے باغی قلعہ دار کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا تھا۔ بنگلور کی راہ سے نکل کر کرّی گتی کی پہاڑی کے نیچے ایک ندی کے کنارے اترا اور قلعہ دار کے پاس پیغام بھیجا کہ اسے سلطان کے حکم سے حیدر نگر کی تسخیر کے لیے جانا ہے اگر تامل نہ ہو تو آج رات چند سپاہیوں کے ہمراہ قلعہ سرنگاپٹم میں اپنے اہل وعیال سے مل لے۔

قلعدار نے اجازت دے دی۔ محمد علی کمیدان نے چیدہ چیدہ سپاہیوں کو قلعہ کی دیوار کے نیچے بٹھا دیا اور ہدایت کر دی کہ جب میں اندر جا کر بگل بجاؤں تو تم نہایت ہوشیاری اور جلدی سے اندر گھس آنا۔

Marfat.com

ان کو تاکید کر کے وہ خود پچاس بہادروں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا اور قلعہ کے پہرے داروں کو گرفتار کر کے بگل بجا دیا بگل کی آواز سنتے ہی محمد علی کمیدان کے سب سپاہی قلعہ میں گھس آئے اور ہر جگہ اپنی چوکیاں قائم کر دیں اور آن کی آن میں سب غداروں کو پکڑ کر توپ دم کر دیا۔

اس کے بعد کمیدان نے سرنگاپٹم کی قلعہ داری سید محمد خاں مہدوی کے سپرد کی اور خود ٹیپو سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کمیدان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اسے بیش بہا انعامات سے سرفراز کیا اور اسے پائین گھاٹ کے دوسرے کنارے پر روانہ کیا۔ جہاں انگریزی فوجوں نے راستہ روک رکھا تھا۔ ٹیپو سلطان بھی دوسرے دروازے سے فوج لے کر وہاں پہنچ گیا۔ جب فرنگی فوج نے یہ حال دیکھا تو ایک جگہ اکٹھے ہو کر حیدر نگر کے قلعہ میں داخل ہو گئی۔ کمیدان نے اپنی بہادری سے ۸ روز میں یہ قلعہ سر کر لیا باغیوں کو گرفتار کر لیا گیا لیکن ایاز خاں ہاتھ نہ آیا۔ کہتے ہیں وہ دولت کثیر لے کر سوات کی طرف بھاگ گیا تھا

حیدر نگر کی فتح کے بعد ٹیپو سلطان کوٹیال بندر کی طرف روانہ ہوا اسی اثنا میں خبر ملی کہ جنرل کیمبل کی سرکردگی میں انگریزی فوجیں

Marfat.com

قلعہ حیدر نگر کی کمک کے لیے جا رہی ہیں اور بہت سا ساز و سامان بھی اُن کے ساتھ ہے ۔

ٹیپو سلطان نے بھی اپنی فوجوں کا رخ اسی طرف کر دیا۔ اور انگریزی فوج کو راستے ہی میں جا لیا۔ جنرل کیمبل نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا مگر بارود ختم ہو جانے سے شکست کھائی۔ دشمن کا سامان جنگ ٹیپو سلطان کے قبضہ میں آیا جنرل کیمبل اور اس کے ایک ہزار سپاہی گرفتار کر لیے گئے۔ کئی توپیں بھی ہاتھ آئیں۔ سلطان نے ایک فتح کی خوشی میں اپنے فوجیوں میں سونے کے کڑے اور ہیرے جواہرات تقسیم کیے۔

حیدر نگر کی فتح اور انگریزی افواج کو شکست دینے کے بعد ٹیپو سلطان نے کوڑیال بندر کا محاصرہ کر لیا۔ اگرچہ بارش کی وجہ سے سلطانی فوجوں کو بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم دو ماہ تک نہایت سختی کے ساتھ قلعے کا محاصرہ کیے رکھا۔

آخر قلعہ والوں نے تنگ آ کر امان چاہی۔ سلطان نے امان دے دی اور اُن کو مطیع کر کے نئے سرے سے وہاں کا بندوبست کیا۔

بدر الزمان نائطہ کو حیدر نگر اور کوڑیال بندر کی فوجداری پر مامور کیا اور خود کورگ کی طرف متوجہ کیا۔ محمد علی کمیدان ایک ایسا شجاع

Marfat.com

اور جانباز سپہ سالار حیدر علی کو کوئی اور نہ ملا اور نہ ہی ٹیپو سلطان کو با کمیدان کا زیادہ تعلق نواب حیدر علی کے عہد حکومت میں سے تھا لیکن اس بہادر سپہ سالار کا انتقال ٹیپو سلطان کے عہد میں ہوا۔ اس کی موت کا واقعہ بھی عجیب و غریب ہے۔ ٹیپو سلطان نے کسی سردار کو پھانسی کا حکم دیا اس نے حراست سے بھاگ کر کمیدان کے خیمے میں پناہ لی۔ جب سپاہی اس کو گرفتار کرنے کے لیے آئے تو کمیدان نے نے اسے سپاہی کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

سلطانی حکم کی خلاف ورزی کے جرم میں کمیدان کو بھی گرفتار کر لیا گیا اس غیور اور باہمت سپہ سالار نے اپنی گرفتاری کو توہین سمجھتے ہوئے ہیرے کی کنی کھا کر خودکشی کر لی۔ سلطان کو جب اس کی موت کی خبر ہوئی تو بڑا ملول اور رنجیدہ ہوا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے

ان دنوں جبکہ ٹیپو سلطان باغیوں کی گوشمالی میں مصروف تھا اور فتح و نصرت ہر جگہ سلطان کے قدم چوم رہی تھی ایک ایلچی گورنر مدارس کی طرف سے صلح کا پیغام لے آیا اور بیش بہا تحفے سلطان کی خدمت میں پیش کر کے صلح کی شرطیں بیان کیں۔

سلطان نے مصلحت وقت جان کر دعوت صلح کو قبول کر لیا۔

Marfat.com

اور دیرینہ عداوت کو پس پشت ڈال کر سب انگریز قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ایلچی کامیابی کے ساتھ مدراس واپس ہوا اور سلطان اس مصالحت سے مطمئن ہو کر دارالسلطنت سرنگاپٹم کو روانہ ہوا۔

ٹیپو سلطان کے مقبوضات میں کورگ ایک مشہور علاقہ تھا۔ یہاں کے باشندے ہمیشہ بغاوت پر آمادہ رہتے تھے ۱۷۸۴ء میں جب پھر یہاں علم بغاوت بلند ہوا تو سلطان بہ نفس نفیس ۲۲ ہزار فوج کے ساتھ باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ ان منڈل کے مقام پر ان کے مڈبھیڑ ہوئی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد سلطان فتح یاب ہوا اس فتح میں اسی ہزار غیر مسلم اسیر سلطان کے ہاتھ آئے جو اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے سلطان نے ان نومسلموں کی ایک فوج بنائی جس کا نام جماعت احمدی رکھا۔

Marfat.com

مرہٹوں اور انگریزوں کی سازش

سلطنت مغلیہ کے زوال پر نظام الملک اور مرہٹوں نے ہندوستان کی بادشاہی کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ جس میں مرہٹے کسی حد تک کامیاب رہے۔ اگر ۱۷۶۱ء میں احمد شاہ ابدالی انہیں پانی پت کے میدان میں شکست نہ دیتا تو شاید آج سارے ہندوستان میں مرہٹوں کی حکومت ہوتی۔

۱۷۶۲ء میں نظام الملک کے قبضہ میں صرف حیدر آباد اور چند قصبے رہ گئے تھے جب مرہٹوں کا اقتدار کم ہونے لگا تو جنوبی ہند میں نواب حیدر علی کی قوت روز بروز بڑھنے لگی جو نظام الملک کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی کیونکہ اسے اپنی سلطنت کے وسیع کرنے کا فکر تھا مگر حیدر علی کی موجودگی میں اس کے ارادے کامیاب

Marfat.com

نہ ہو سکتے تھے۔ چنانچہ نظام نے انگریزوں اور مرہٹوں کے ساتھ مل کر میسور کی سلطنت کو تباہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

نظام دکن کا خیال تھا کہ سلطنت میسور اندرونی بغاوتوں کی وجہ ہی سے تباہ ہو جائے گی۔ مگر اس کی امیدوں کے خلاف اس سلطنت نے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ عروج حاصل کیا جس کا دشمنوں کو سان و گمان بھی نہ تھا۔

نظام کو ٹیپو سلطان کا اقتدار ہرگز گوارا نہ تھا۔ چنانچہ اس نے مرہٹوں کو ساتھ ملا کر سلطنت میسور پر فوج کشی کی۔ جب سلطان کو خبر ہوئی تو وہ ایک لشکر جرار کے ساتھ دار السلطنت سے نکل کر بنگلور کی قلعہ ادھونی کی طرف بڑھا۔

اس وقت ادھونی میں نظام علی خاں کا داماد مہابت جنگ حاکم تھا اس نے اپنے وزیر کو ٹیپو سلطان کے پاس صلح کے لیے بھیجا سلطان نے اس موقع پر سفیر سے کہا۔

مجھے تم لوگوں سے کوئی عداوت نہیں ہے لیکن نظام مرہٹوں کے ساتھ مل کر میری سلطنت کی تباہی کے درپے ہے اس کو اسلامی اخوت کا بھی کچھ خیال نہیں ہے اور وہ کافروں کے ساتھ مسلمانوں کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ اب بھی وقت

Marfat.com

ہے کہ وہ مذہب و ملّت کی ترقی کی خاطر میرے ساتھ صلح کرے اور میرا حلیف بن کر کفار کے ساتھ جہاد کرے۔

اس کے بعد سلطان نے محمد غیاث کو ایلچی بنا کر نظام کے پاس بھیجا اور اس مضمون کا ایک خط بھیجا۔

"مجھے بڑا افسوس ہے کہ ایک مسلمان بادشاہ کافروں کے ساتھ مل کر اسلامی سلطنت پر فوج کشی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے یہ کام انگریزوں کی سازش سے ہو رہا ہے انگریز ہرگز نہیں چاہتے کہ دو مسلمان بادشاہوں میں اتفاق اور یک جہتی ہو۔ میرے ذہن میں اتحاد اور یگانگت کی طرف ایک تدبیر ہے اور وہ یہ کہ میرے خاندان کی لڑکیاں نظام کے خاندان میں اور نظام کی میرے خاندان میں بیاہی جائیں تاکہ اتحاد کا رشتہ مضبوط ہو جائے اور حریفوں کو بھی ہماری یک جہتی کا یقین ہو جائے۔"

ٹیپو سلطان کا ایلچی نظام کے حضور میں پہنچا تو اس نے سلطان کا خط اور بیش بہا تحائف نظام کی خدمت میں پیش کر کے نہایت شیریں گفتاری سے یہ تقریر کی۔

Marfat.com

"اعلیٰ حضرت کو معلوم ہے کہ نواب حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان نے محض تائید ایزدی سے سلطنت حاصل کی ہے اور تمام جنوبی ہند میں بُت پرستی کو مٹا کر کلمہ توحید جاری کیا۔ ایسی حالت میں اعلیٰ حضرت کا فرض ہے کہ اس سلطان کی حمایت میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہ کریں اور کفار کے حلیف بن کر اسلامی ممالک کو تاراج نہ کریں۔ اگر یہ دونوں اسلامی سلطنتیں آپس میں رابطہ اتحاد بڑھالیں تو کافروں کی مجال نہیں کہ ایک قدم بھی آگے بڑھ سکیں۔"

نظام اس تقریر سے بہت متاثر ہوا اور سلطان کے پیغام صلح کو قبول کرنے کا ارادہ کیا لیکن سازشیوں نے نظام کے مزاج کا رنگ بدل دیا۔ اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ حضرت کا درجہ ایک نائیک (سپہ سالار) کی قرابت سے بلند ہے۔ قصہ مختصر سلطان کا ایلچی ناکام واپس ہوا۔

ٹیپو سلطان کو اب جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ سلطان ایک کثیر فوج کے ساتھ حیدر آبادی اور مرہٹہ افواج پر حملہ آور ہوا اور اُن کو نہایت بُری طرح شکست دی اس جنگ میں سلطان کو بہت مال غنیمت ہاتھ آیا اور بڑی شان وشوکت

Marfat.com

کے ساتھ سرنگاپٹم واپس ہوا۔

اور پھر جب سلطان قلعہ دھارواڑ کی طرف بڑھ رہا تھا تو دریائے تنگ بھورا میں جو راستے میں حائل تھا طغیانی آگئی اور سلطانی فوج دریا کو عبور نہ کر سکی۔ کئی روز تک انتظار کیا مگر دریا کا پانی نہ اترا آخر سلطان نے حکم دیا کہ دریا بھی ہمارے حریفوں کا طرف دار ہے اس پر گولہ باری کی جائے۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ گولہ پھٹتے ہی دریا کا پانی اترنا شروع ہوا چند گھنٹوں کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کبھی طغیانی آئی ہی نہ تھی۔ اس واقعہ کا سلطانی افواج پر بہت اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ دریا پار کر کے سلطان کے سپاہیوں نے نہایت بے جگری سے مرہٹوں پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اور قلعہ دھارواڑ پر قبضہ کر لیا۔

ٹیپو سلطان کو لڑائیوں سے ذرا فرصت ہوئی تو دارالسلطنت میں پہنچ کر ملک اور فوج کے جدید انتظام کی طرف متوجہ ہوا۔ مسجد اعلیٰ جس کی بنیاد دو سال پہلے رکھی گئی تھی چھ لاکھ روپے سے تیار ہوئی۔ سلطان نے بڑے ٹھاٹھ سے عیدالفطر کی نماز اس مسجد میں ادا کی۔

Marfat.com

ممالک محروسہ کی سرحدوں پر خاربند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار پاسبانی کے لئے جا بجا مقرر کئے اور حکم دیا کہ کوئی شخص اجازت اور اطلاع کے بغیر سلطنت میسور میں داخل نہ ہونے پائے اور مقام کی روداد روزانہ ... دارالسلطنت بھیجی جائے۔

سلطان نے جو سفیر شاہ روم کے دربار میں روانہ کئے تھے ان کی بہت عرصہ سے کوئی اطلاع نہیں آئی تھی وہ سفیر اسی سال قسطنطنیہ سے واپس آئے۔

"سلطان نے دو کروڑ روپے کے صرف سے سونے کا ایک تخت بنوایا۔ جسے نہایت قیمتی جواہرات سے مرصع کیا گیا تھا" ۔

اس تخت کی شکل یہ تھی کہ شیر کی پشت پر رکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور تخت کے چتر کی کلغی پر ہما سایہ کئے ہوئے تھا۔ یہ تخت آج کل ونڈسر کیسل انگلستان میں موجود ہے۔

ٹیپو سلطان نے انگریز اور فرانسیسی صناعوں کو دارالسلطنت میں جمع کر کے اسلحہ سازی اور دوسری مختلف صنعتوں کے چار عالی شان کارخانے جاری کئے اور ان پر نامی

Marfat.com

کاریگر مامور کیئے۔ اسی زمانے میں سُلطان نے اپنا سکہ چلایا جس کا نام امامی سکہ رکھا۔

Marfat.com

میسور کی تیسری جنگ

فرنگی سوداگر ہندوستان میں تجارت کرنے آئے تھے اور مغلیہ دربار سے ان کو بنگال میں چند تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کی اجازت ملی تھی جس کا نام انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا تھا رفتہ رفتہ اسی کمپنی بہادر نے ہندوستان کے کافی حصّہ پر قبضہ کر لیا اور باقی خود مختار ریاستوں کو تلپٹ کرنے کی فکر میں تھا کہ ٹیپو سلطان کی پے در پے فتوحات سے انہیں سالہائے ہندوستان پر حکومت کرنے کا خواب پورا ہوتا نظر نہ آیا۔

انہیں دنوں جنرل میڈوز مدراس کا گورنر اور لارڈ کارنواس

Marfat.com

گورنر جنرل ہندوستان تھے۔ اسی زمانہ میں مالا بار میں سلطان کے خلاف بغاوت ہو گئی۔ تو سلطان خود وہاں پہنچا اور جلد ہی بغاوت کو کچل کر رکھ دیا۔ اور اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ بغاوت ٹراونکور اور کوچین کے راجوں کی سازش سے ہوئی۔ سلطان لشکر دونوں ملکوں پر ایک ہی وقت میں حملہ آور ہوا گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جس میں سلطان کے چار ہزار سپاہی کام آئے لیکن انجام کار فتح سلطان ہی کو ہوئی ان کے قلعوں کو مسخر کر کے سب سازو سامان پر قبضہ کر لیا گیا۔

جب مدراس میں ٹیپو سلطان کو فتح کی خبر پہنچی تو جنرل میڈوز نے اعلان جنگ کے بغیر میسور پر فوج کشی کر دی سلطان بھی ایک لشکر جرار لے کر مدافعت کے لیے نکلا اور ستی منگل کے قریب انگریزی فوج کو ایسی شکست دی کہ فرنگیوں نے مدراس پہنچ کر ہی دم توڑ دیا۔

اسی زمانے میں ٹیپو سلطان نے پانڈی چری کے فرانسیسی گورنر سے ملاقات کی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ چھ ہزار فرانسیسی سپاہیوں سے سلطان کو مدد دے تاکہ انگریزوں کو ملک سے نکال دیا جائے۔ سلطان نے یہ وعدہ بھی کیا کہ انگریزی

Marfat.com

مقبوضات فرانسیسیوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ لیکن یہ گورنر شاہ فرانس کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اسی مقصد کے لیے فرانس نے ایک سفارت دربار فرانس میں بھیجی جس کا وہاں پر پرجوش خیر مقدم کیا گیا لیکن چونکہ شاہ فرانس کو ہر وقت اپنے ملک میں انقلاب کا ڈر لگا ہوا تھا اس لیے اس نے ٹیپو سلطان کی مدد سے انکار کر دیا اور یہ سفارت ناکام واپس آئی لارڈ کارنواس کو جب انگریزی فوج کو شکست کی خبر ملی تو اس نے ٹیپو سلطان کے ساتھ ایک نتیجہ خیز جنگ کرنے کی ٹھان لی۔ وہ سلطان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے نظام دکن اور مرہٹوں کو ساتھ ملا کر سلطنت میسور کو تباہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور یہ معاہدہ ہوا کہ سلطان کی طاقت کو مٹا کر اس کا ملک آپس میں بانٹ لیا جائے۔

چنانچہ جنوری ۱۷۹۱ء کو لارڈ کارنواس کلکتہ سے چل کر ۱۱ فروری کو مدراس پہنچا اور ایک مہینہ کے اندر ہی فوجوں کو منظم کر کے بغیر اعلان جنگ کئے سلطنت میسور پر حملہ آور ہو کر بنگلور کو فتح کر لیا اس کے بعد وہ سرنگاپٹم کی طرف

Marfat.com

بڑھا۔

فرنگی فوج کے ساتھ نظام علی خاں اور مرہٹوں نے بھی میسور کے مختلف علاقوں پر حملہ کیے اور کئی شہروں کو فتح کرتے ہوئے یہ اتحادی سرنگاپٹم کی طرف بڑھے۔ سلطانی سپاہ نے ہر جگہ مدافعت کی لیکن انگریزوں نے میسور میں سازشوں کا ایسا وسیع جال بچھا رکھا تھا کہ سلطانی فوج کی کچھ پیش نہ چل سکی۔

اتحادیوں نے سرنگاپٹم پہنچ کر قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جس نے طول کھینچا تو فرنگی فوج میں رسد کی کمی کی وجہ سے بددلی کے آثار پیدا ہونے شروع ہوئے۔ سلطان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کارنوالس کو کچھ میوے بھیجے اور صلح کا خط لکھا لیکن کارنوالس نے میوے واپس کر دیئے اور خط کا بھی کوئی جواب نہ دیا اور پھر جب اس نے دیکھا کہ اس کی فوج کے سپاہی بھوک کی وجہ سے مر رہے ہیں تو وہ قلعہ کا محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا مگر ان کی خوش قسمتی سے مرہٹہ فوج راستے میں انہیں سامان رسد مہیا نہ کرتی تو فرنگی فوج ساری کی ساری تباہ ہو جاتی۔

Marfat.com

فرنگی فوج جب سرنگاپٹم سے واپس ہوئی تو سلطان ٹیپو نے شہزادہ فتح حیدر کو حیدر آبادی فوج کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اس وقت حیدر آبادی فوج نے گرم کنڈہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

شہزادہ نے اچانک محاصرین پر حملہ کر کے ان کے سپہ سالار فریدالدین کو قتل کر دیا حیدر آبادی فوج دم دبا کر بھاگی اور شہزادہ فتح حیدر مدگری سے ہوتا ہوا دارالسلطنت کو واپس مڑا۔

برسات کے ختم ہونے پر لارڈ کارنواس دوبارہ سرنگاپٹم پر حملہ آور ہوا۔ حیدر آبادی اور مرہٹہ فوج بھی فرنگیوں کے ساتھ تھیں۔ جس کی مجموعی تعداد ۸۱ ہزار تھی۔

جب یہ اتحادی فوجیں سرنگاپٹم پہنچیں تو سلطان کو والدہ کے خط سے معلوم ہوا کہ انگریزوں کی سازش سے کئی قلعدار سلطان کے ساتھ نمک حرامی کر کے دشمن کے ساتھ مل گئے ہیں اور لڑے بغیر چند قلعے بھی اتحادیوں کے حوالے کر چکے ہیں اسی وجہ سے اتحادیوں نے بڑی آسانی سے سرنگاپٹم کا محاصرہ کر لیا تھا۔

Marfat.com

سلطانی فوج نے کئی بار قلعہ سے باہر آکر اتحادی فوج کا مقابلہ کیا لیکن اس نے محاصرہ نہ چھوڑا۔ اسی اثنا میں بمبئی سے بھی فرنگی پلیٹن اتحادیوں کی مدد کے لیے پہنچ گئی جس سے سلطانی فوج میں بددلی پھیل گئی۔ سلطان نے کو مجبور ہو کر صلح کی قرار داد کے لیے ایلچی بھیجے آخر ان شرائط پر فریقین میں ۱۷ فروری ۱۷۹۲ء کو صلح ہو گئی۔

۱۔ سلطان تین کروڑ روپے کا ملک اتحادیوں کے لیے چھوڑ دے

۲۔ تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ بطور تاوان جنگ ایک سال کے اندر اندر ادا کر دے۔

۳۔ تمام اتحادی قیدیوں کو رہا کر دے

۴۔ مذکورہ بالا شرائط کے پورا ہونے تک دو شہزادوں کو بطور یرغمال انگریزوں کے سپرد کرے۔

سلطان نے پہلے تو ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا لیکن چند مشیروں کے کہنے سننے سے بادل نخواستہ ان شرائط کو

Marfat.com

قبول کر لیا۔ اور ۲۶ر فروری کو دو شہزادے سلطان عبدالخالق اور سلطان معز الدین فرنگی فوج میں بھیج دیئے گئے۔

ٹیپو سلطان نے اس مغلوبانہ صلح سے متاثر ہو کر دربار کرنا چھوڑ دیا سلطنت کے ضروری معاملات کے لیے مشیروں کو تنہائی میں بلا کر بات کر لیتا۔ سلطان کی عدم توجہی سے فائدہ اٹھا کر نمک حرام میر صادق اور پورنیا من مانی کارروائیاں کرنے لگے اور رعایا پر طرح طرح کے مظالم توڑے گئے۔ جس سے رعایا بڑی بددل ہو گئی۔

سلطان کو جب ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے نئے سرے سے سلطنت کے انتظام کی طرف توجہ دی۔ ملک میں پوری طرح امن و امان قائم کیا اور فرمان جاری کیا کہ سلطنت کے عہدے دار ہر سال ذوالحج کے مہینہ میں دارالسلطنت میں حاضر ہو کر اپنی کارگزاریاں سنایا کریں۔ ایک پارلیمنٹ قائم کی جس میں عوام کو بھی نمائندگی دی گئی۔

مارچ ۱۷۹۴ء میں تاوان جنگ کی ادائیگی پر دونوں شہزادے جو فرنگیوں کے پاس یرغمال کے طور پر تھے واپس

Marfat.com

ہوئے۔ ان کی واپسی پر سلطان نے ایک جشن منایا جس میں سب امراء وزراء سے حلف وفاداری لیا گیا۔ ملک کے سب قلعوں کی مرمت کرائی گئی اور فوج کی تعداد بھی بڑھا دی گئی۔ غیر ممالک سے رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لیے وہاں سفارتیں بھیجی گئیں۔

Marfat.com

غدارانِ وطن

جب کسی قوم میں غداروں کو کثرت ہو جاتی ہے تو اس قوم کو مٹانے کے لیے بیرونی طاقت کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ قوم خود بخود مٹ جایا کرتی ہے ٹیپو سلطان غدار دوستوں کے اعتبار سے بڑا ہی بدقسمت انسان تھا۔ لیکن سلطان کی دلیری، الوالعزمی اور بہادری دیکھیے کہ ان حالات کے باوجود وہ اپنے بلند مقصد کے لیے آخری وقت تک لڑتا رہا

Marfat.com

اس کے بہترین دوست انگریزوں سے ملے ہوئے تھے اس کے مصاحب اور حاشیہ نشین اس کی جان لینے پر تلے ہوئے تھے اس کے وزرار اندرونی طور پر اس کے دشمن ہو چکے تھے۔ چند سنہری سکوں کے لیے اپنا ضمیر فروخت کر چکے تھے۔

ان غداروں کی فہرست میں میر صادق، میر غلام علی لنگڑا میر معین الدین، میر قمر الدین، بدر الزمان نائطہ، میر قاسم علی اور پونیا بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔

ٹیپو سلطان کے خلاف حیدر آباد، ارکاٹ اور مدراس میں سازشیں ہوتی رہتی تھیں۔ وہاں سے ان غداروں کو ہر قسم کی امیدیں دلائی گئیں اور تھیلیوں کے منہ کھول دیئے گئے۔

میر صادق ارکاٹ میں نواب حیدر علی کی ملازمت میں داخل ہوا۔ آہستہ آہستہ ارکاٹ کا ناظم مقرر ہوا ٹیپو سلطان کے عہد میں چیف سیکرٹری کے عہدہ پر پہنچا یہ شخص اپنے عہدے سے معزول ہو جانے کے بعد پھر بحال کر دیا گیا۔ میر نظام علی خان والئے حیدر آباد

Marfat.com

اپنی ریاست کے استحکام کے لیے میسور کے خلاف ہمیشہ سازشوں کی پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ میر صادق کی وجہ سے سلطان کی تمام اطلاعات حیدرآباد، ارکاٹ، مدراس اور کلکتہ پہنچتی رہتی ہے سلطان جس وقت ہندوستان کی آزادی کے لیے آخری بار فرنگیوں سے مقابلہ کے لیے نکلا تو میر صادق نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا تھا تاکہ سلطان واپس نہ آسکے۔

سلطان کی شہادت کے بعد سلطنت کی تقسیم کے لیے ایک کمیشن مقرر ہوا۔ سلطان کی اولاد کو محروم کرنے کا مشورہ دینے والا بھی یہی غدار تھا۔

میر غلام علی لنگڑا بھی ارکاٹ کی تباہی کے بعد سلطان حیدر علی کی ملازمت میں آیا تھا۔ یہ بہت چالاک اور تیز فہم تھا اس وجہ سے اس کو ترکی میں سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ حد درجہ متکبر انسان تھا ترکی سے واپس آیا تو بہت سامان سے تحائف اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ تلاشی پر وہ تمام مال برآمد ہوگیا اسے نظربند کر لیا گیا لیکن سلطان نے اسے معاف کر دیا اور وزارت تجربہ کا قلمدان اس کے سپرد کر دیا۔ جب سلطان

Marfat.com

ٹیپو کی شہادت کے بعد سلطنت کی تقسیم ہونے لگی۔ اور سلطان شہید کے شہزادے کو تخت نشین کرنے کی تجویز پیش ہوئی تو یہی بدخصلت انسان تھا جس نے کمیشن کے سامنے کہا۔

"سانپ کو مار دینا اور اس کے بچے کو زندہ رکھنا عقلمندی نہیں ہے"

میر قمر الدین اور میر معین الدین یہ دونوں سلطان کے سوتیلے ماموں تھے۔ میر معین الدین کی بیٹی سلطان کی منکوحہ تھی نواب حیدر علی کے وقت بھی میر معین الدین مرہٹوں سے جا ملا تھا اور اس کے عوض گرم کنڈہ کی جاگیر حاصل کی تھی ایک دفعہ حیدر علی موت کی افواہ اڑی تو میر قمر الدین جو اس وقت کسی اور جگہ تھا فوج لے کر سرنگا پٹم آیا تاکہ خود تخت حاصل کرے۔ سلطان نے اس کی اطلاع پاکر دونوں بھائیوں نے گرم کنڈہ کی جاگیر لکھوائی اور وعدہ کیا کہ وہ سلطان کے خلاف ہر قسم کی کاروائی کریں گے۔ معین الدین تو سلطان کی شہادت کے دن ہی خندق میں گر کر مر گیا۔ لیکن قمر الدین نے اپنی غداری کا معاوضہ حاصل کیا۔

Marfat.com

پورنیا نواب حیدر علی کی ملازمت میں داخل ہوا۔ ترقی کرتے کرتے وزیر مالیات کے عہدہ تک پہنچا اور بعد میں دیوان بنا دیا گیا سلطنت کے تمام محکموں پر اس کا اقتدار تھا یہ غداروں کا سرغنہ تھا اور ہر سازش میں شریک ہوتا تھا بعض اوقات سازش کی راہنمائی بھی یہی کرتا تھا یہی غدارِ وطن تھا جس نے عین لڑائی کی حالت میں تنخواہ تقسیم کرنے کے بہانے فوج کو محاذ سے واپس بلا لیا تھا یہ نرمل راؤ اور کشن راؤ کے ذریعہ تمام اطلاعات لارڈ کارنوالس کو پہنچاتا رہتا تھا میسور کی تیسری اور چوتھی لڑائی اسی ننگ انسانیت کی سازش کا نتیجہ تھا اور اسی سازش کا صلہ تھا کہ پورنیا کو میسور کا دیوان بنایا گیا۔

میر قاسم علی کی تمام عمر سلطان کی ملازمت میں گزر چکی تھی سلطان کو اس پر بہت اعتماد تھا۔ چنانچہ اس کو وقتاً فوقتاً انعامات فاخرہ سے نوازا جاتا تھا۔ یہ سرنگاپٹم کے قلعہ کا افسر تھا۔ میر قاسم علی نے حیدر آباد جانے کے لیے رخصت طلب کی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ رخصت مل گئی

Marfat.com

تو یہ شخص حیدر آباد جانے کی بجائے انگریزوں
سے جا ملا اور انگریزی فوجوں کو قلعہ میں نہایت ہی
موزوں جگہ پر لا کھڑا کیا جنرل میڈوز لکھتا ہے۔
"قلعہ کا یہ کمزور ترین پہلو تھا۔ انگریزی
سپہ سالاروں کو جس شخص نے اس کمزور پہلو سے
مطلع کیا وہ یہی میر قاسم علی تھا۔ دوپہر کے
وقت جب حملہ کی تیاریاں مکمل ہو چکیں تو جنرل
بیرڈ خندقوں سے فوج لے کر نکلا اور دریا پار ہو
کر فصیل پر چڑھا اس کی راہنمائی کے لیے ایک
شخص اس کے آگے آگے تھا۔ وہ شخص میر
قاسم علی تھا جو قلعہ کی فصیل پر بیرڈ سے
پہلے چڑھا۔"

بدر الزمان نائطہ سلطان کے خلاف اس وجہ سے
ہوا کہ سلطان نے اس کی لڑکی کی شادی سلطان برہان الدین
سے کر دی تھی۔ نائطہ نے اسے اپنی عالی نسبی کی توہین
سمجھا۔ لڑکی نے خودکشی کر لی۔ میر صادق نے سلطان
سے شکایت کی کہ بدر الزمان سلطنت کا خیر خواہ نہیں

Marfat.com

ہے۔ سلطان نے بدر الزمان کو نذر بند کر دیا۔ مگر چند دن بعد معافی دے کر اسے پھر وزیر بنا لیا۔ بدر الزمان کے انتقام لینے کی خاطر سلطان کی مخالفت شروع کر دی۔ اس شخص نے ذاتی رنجش کی وجہ سے سلطنت خداداد کے مٹانے میں بڑا موثر حصّہ لیا۔ سلطان کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ وہ بڑا رحمدل تھا اس نے اپنے وزیروں کے جرموں کے ثبوت کے باوجود ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا اور ان کے مراتب بڑھائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ نمک حرام سلطان کے ساتھ غداری سے باز نہ آئے۔ نواب حیدر علی نے ٹیپو سلطان کو لکھا تھا۔

"میرے بعد پورنیا، میر صادق علی اور میر غلام علی کو قتل کر دینا۔ ان کی نیتوں میں فتور ہے۔

یہاں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یہ غداران وطن کسی نہ کسی طرح سلطان ٹیپو کی شہادت کے دن ہی مارے گئے ان غداروں نے دنیا کی وقتی خوشیوں اور آسائشوں کی خاطر نہ صرف اپنے ایک محسن بلکہ

Marfat.com

اپنے عزیز وطن سے بھی غداری کر کے آخرت کا ابدی عذاب خریدا۔ آنے والی نسلیں ہمیشہ ان لوگوں پر لعنت بھیجتی رہیں گی ٹیپو سلطان نے جس مقصد کے لیے اپنی جان دی تھی یہ غداران وطن اسے بالکل نہ حاصل کر سکے ٹیپو سلطان بہادروں کی طرح اپنے وطن کی حفاظت کرتا ہوا شہید ہوا۔ اپنوں کی معمولی سے معمولی غداری وہ کام کرتی ہے جو دشمن کی بڑی سے بڑی قوت نہیں کر سکتی غداری کہیں ہو۔ کسی رنگ میں ہو۔ نتائج کے اعتبار سے ایک چیز ہے۔ ہندوستان کی پوری تاریخ غداری کی داستان ہے علامہ اقبال مرحوم نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

الاماں از روح جعفر الاماں

الاماں از جعفران ایں زماں

ترجمہ

پناہ روح جعفر سے پناہ

پناہ اس زمانے کے جعفروں سے پناہ

Marfat.com

میسور کی چوتھی لڑائی

ہندوستان کی تاریخ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا عہد حکومت بدعہدیوں کی ایک مسلسل داستان ہے۔ جس کا ایک ایک حرف خون میں ڈوبا ہوا اور جس کی ایک ایک سطر لہو میں تربتر ہے۔ سلطان ٹیپو کی شہادت کا لرزہ خیز واقعہ بھی اسی خونچکاں داستان کا ایک حصّہ ہے۔ سرنگاپٹم کی صلح کے بعد ٹیپو سلطان نے بڑی بلند حوصلگی

Marfat.com

کا ثبوت دیا اور ملک کی حالت کو بہتر بنانے اور ریاست کی اصلاح کرنے میں جس محنت اور جفاکشی سے کام لیا اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔"
۱۷۹۲ء میں میسور کی تیسری جنگ کا خاتمہ معاہدہ سرنگاپٹم کی صورت میں ہوا۔ اس معاہدے کی رو سے سلطان ٹیپو کو اپنے عہدے ملک سے دستبردار ہونا پڑا اور تیس لاکھ پونڈ بطور تاوان جنگ ادا کرنے پڑے اور اپنے دو بیٹے لارڈ کارنوالس کے حوالے یرغمال کے طور پر کیے۔ ٹیپو سلطان نے مردانہ وار ان حالات کا مقابلہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو حاصل کر لیا۔ اس نے سب سے پہلے پوری باقاعدگی سے ان تمام بڑی بڑی رقوم کو ادا کیا جو اتحادیوں کی اس کے ذمہ چلی آتی تھیں۔ بجائے اس کے وہ ان مایوس کن حالات کے نیچے دب جاتا اور حوصلہ ہار بیٹھا۔ اس نے اپنی تمام تر کوشش اور توجہ ان حالات کے درست کرنے میں صرف کی جو تباہ کُن کی وجہ سے ملک میں پیدا ہو چکے تھے۔ اس نے

Marfat.com

اپنے پایۂ تخت کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا فوجی رسالوں کو درست کیا۔ پیادے بھرتی کئے۔ انہیں منظم کیا اور اس کے ساتھ اس نے اپنے ان باجگذاروں کو سیدھے راستے پر لانے کی کوشش کی۔ جن کے دماغ میں بغاوت کے جراثیم پیدا ہو چکے تھے اس نے زراعت کی طرف توجہ دے کر کاشت کاروں کی ہر طرح کی حوصلہ افزائی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں ایک مرتبہ پھر پہلی سی چہل پہل پیدا ہو گئی۔ اور ملک اپنی اصلی حالت پر آ گیا

سلطان کی یہی بلند ہمتی اس کی تباہی کا پیش خیمہ اور اس کی بربادی کا باعث ہوئی اسی چیز نے اس کے رقیبوں کے سینے میں عداوت کی آگ سلگا دی۔ جو بہت جلد میسور کی چوتھی جنگ کی صورت میں رونما ہوئی۔

لارڈ مورنگٹن جو بعد میں مارکوئیس آف ولزلی کے نام سے مشہور ہوا اکتوبر ۱۷۹۷ء میں ہندوستان کا گورنر جنرل نامزد ہوا اور ۷ نومبر کو ہندوستان کی طرف

Marfat.com

روانہ ہوا۔

سفر کے دوران میں بعض حالات ایسے پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے اسے چند روز راس امید پر ٹھہرنا پڑا۔ اس وقت ہندوستان کی سیاسی بساط کے تین زبردست شاطر وہاں موجود تھے ان میں ایک تو مدراس کا سابق گورنر جنرل میڈوز اور دوسرا جرنیل بیرڈ تھا جو کچھ عرصہ کے لیے سلطان کی قید میں رہ چکا اور اس کے خلاف کئی جنگوں میں حصہ لے چکا تھا۔

جرنیل میڈوز سلطان کا سخت دشمن تھا اور اس سے انتقام لینے کے لیے ہر وقت مضطرب رہتا تھا چنانچہ میسور کی تیسری جنگ کے بعد لارڈ کارنوالس نے سلطان سے صلح کرنی چاہی تو وہ خودکشی پر آمادہ ہو گیا ان کے علاوہ میجر کرک پیٹرک بھی وہاں موجود تھا جو ایک مدت تک پونا اور حیدر آباد کے درباروں میں ریذیڈنٹ رہ چکا تھا اس نے گورنر جنرل کو بتایا کہ نظام، پیشوا اور سلطان ٹیپو کی فوجی حقیقت کیا ہے

Marfat.com

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گورنر جنرل کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ٹیپو سلطان انگریزی راج کا سب سے بڑا دشمن تھا۔

لارڈ مورنگٹن مئی ۱۷۹۸ء میں کلکتہ پہنچا اور اس نے اپنے جلیل القدر عہدہ کا چارج لیا۔ سلطان جو ایک سچے مسلمان کی طرح عہد کو نبھانا اپنا فرض سمجھتا تھا اس موقعہ پر اپنی صداقت کا اظہار کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہا چنانچہ اس نے نئے گورنر جنرل کو ایک خط لکھا جس میں اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ لارڈ مورنگٹن پر اس خط کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے دل میں ٹیپو کا چور بیٹھا ہوا تھا اور وہ ہر ممکن ذریعے اسے تباہ کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے سلطان کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ سب سے پہلے یہ الزام لگایا کہ سلطان فرانسیسیوں کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف سازش کر رہا تھا لارڈ مورنگٹن نے ۱۴ اگست ۱۷۹۸ کو کمپنی کے ناظموں کے نام جو خط لکھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس چیز سے واقف تھا کہ ٹیپو سلطان نے سرنگاپٹم کے معاہدہ کے بعد

Marfat.com

کمپنی بہادر کو موقعہ نہیں دیا کہ وہ اس سے الجھ سکے مگر اس نے نصف ملک ضائع کرنے تین کروڑ تیس لاکھ کی رقم ادا کرنے کے بعد بھی اپنی حالت کو سنبھال لیا اور سلطنت خداداد کو قابلِ رشک حالت تک پہنچا دیا۔ اس کی یہ بڑھتی ہوئی ترقی لارڈ مورننگٹن کے اقتدار کے راستہ میں ایک زبردست خطرہ تھی۔
اُس زمانے میں انگلستان کا وزیر اعظم مسٹر پٹ تھا جو یہ چاہتا تھا کہ ایسے آدمی کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنایا جائے جو خصوصیت کے ساتھ فرانسیسیوں سے عداوت رکھتا ہو اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے اس کی نظر انتخاب لارڈ ولزلی پر پڑی تھی۔

لارڈ ولزلی انگلستان سے ایک سکیم اپنے ساتھ لایا تھا جو سب سیڈی ایری سسٹم کے نام سے مشہور ہوئی اس کی شرائط یہ تھیں

(۱) ہندوستانی ریاستوں میں انگریزوں کی طرف سے ایک ریذیڈنٹ مقرر ہوا

۲۔ ریاست میں انگریزی فوج اور توپخانہ موجود رہے جس کا

Marfat.com

خرچ ریاست کے ذمہ ہو۔

۴۔ فرانسیسیوں کو ملازمت سے برطرف کیا جائے اور ان کی جگہ انگریز افسروں کا تقرر ہو۔

یہ سب سے پہلے یہ سکیم نظام الملک اور محمد علی والی کرناٹک کے سامنے پیش کی گئی۔ انہوں نے نزاکت وقت کا احساس کرتے ہوئے اسے منظور کر لیا اور ہمیشہ کے لئے آزادی سے ہاتھ دھو بیٹھے اس کے بعد یہ سکیم دربار پونا میں پیشوا کے سامنے پیش کی گئی اس نے اس کو قبول کرنے کی بجائے یقین دلایا کہ جو معاہدے پہلے ہو چکے ہیں ہم ان پر کاربند رہیں گے اور اگر ٹیپو اور انگریزوں کے درمیان جنگ ہو گی تو ہم انگریزوں کا ساتھ دیں گے انگریز بھی مصلحتِ وقت سمجھ کر خاموش ہو گئے۔

نظام الملک اور مرہٹوں کے ساتھ معاہدہ کر لینے کے بعد لارڈ ولزلی نے افغانستان کی طرف توجہ دی۔ ولزلی کو معلوم تھا کہ سلطان کے سفیر شاہ زمان والئے افغانستان کے دربار میں گئے ہوئے ہیں۔ اسے خطرہ تھا کہ اگر شاہ زمان نے شمالی ہندوستان سے

Marfat.com

حملہ کر دیا اور جنوب سے ٹیپو سلطان نے فوج کشی کر دی تو پھر انگریزوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں چنانچہ شاہ زمان کے حملہ کو روکنے کے لیے اس نے ایسی چال چلی جو تیر بہدف ثابت ہوئی۔
ولزلی نے مراد آباد کے ایک شیعہ مسلمان مہدی علی خاں کو دربار ایران میں بھیجا۔
اس نے عباس شاہ صفوی کو شاہ زمان کے خلاف یہ کہہ کر بھڑکایا کہ افغانستان میں شیعوں پر بے حد ظلم و ستم ہو رہے ہیں ان کے عقائد پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ شاہ عباس صفوی نے واقعہ کی تصدیق کئے بغیر افغانستان پر حملہ کر دیا۔ شاہ زمان اس وقت ٹیپو سلطان کی مدد کے لیے ہندوستان کی سرحد پر پہنچ چکا تھا اس نے جب یہ خبر سُنی تو کابل کو واپس ہو گیا۔

۱۷۹۸ء میں ٹیپو سلطان کے سفیر جزائر مراشس (افریقہ) میں گئے تھے اور وہاں فرانسیسیوں کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں گے

Marfat.com

تھوڑے عرصہ بعد فرانسیسی بیڑے کو مصر میں شکست ہوئی۔ نیپولین بوناپارٹ مصر سے بھاگ گیا۔ چنانچہ ولزلی کو اب نیپولین کی طرف کوئی خطرہ نہ رہا تاہم وہ جانتا تھا کہ جب تک ہندوستان میں ٹیپو سلطان کا وجود باقی ہے یہ ملک انگریزوں کا نہیں ہو سکتا۔

ولزلی کو جب یہ یقین ہو گیا کہ سلطان کو اب کہیں سے مدد نہیں مل سکتی تو وہ سلطنت میسور پر حملہ کرنے کے بہانے تلاش کرنے لگا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ سلطان کے امراء وزراء اپنے ولی نعمت سے غداری پر تلے ہوئے ہیں ملک بھر میں سازشوں کا ایک وسیع جال بچھایا جا چکا ہے۔

ادھر تو لارڈ ولزلی سلطنت میسور کی تباہی کے منصوبے باندھ رہا تھا ادھر سادہ دل سلطان نے انگریزوں کی دوستی پر اعتماد کرتے ہوئے لارڈ ولزلی کو یہ خط لکھا۔

"فتنہ پرداز لوگ دونوں سلطنتوں میں

Marfat.com

عداوت ڈالنا چاہتے ہیں۔ مگر بہ فضل
خدا مجھے یقین ہے کہ ہمارے اتحاد کو کوئی
آنچ نہ آئے گی۔
ولزلی نے سلطان کو اس خط کا کوئی جواب
نہ دیا دو ماہ بعد جب ولزلی کے منصوبے
پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے تو اس نے سلطان کو خط
لکھا جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ
سلطنتِ میسور کا تمام ساحلی علاقہ انگریزوں
کے حوالے کر دیا جائے
ابھی سلطان کی طرف سے اس کا جواب بھی
موصول نہیں ہوا تھا کہ لارڈ ولزلی نے انگریزی
افواج کو تیاری کا حکم بھیج دیا اور خود کلکتہ سے
چل کر ۳۱، دسمبر ۱۷۹۸ء کو مدراس پہنچ گیا
۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو ٹیپو سلطان کے
خلاف اعلانِ جنگ کر دیا گیا۔ اس اثناء
میں ولزلی نے سلطنت میسور کی تباہی کے لیے
سازشوں کا پورا پورا اہتمام کر لیا تھا۔ چنانچہ

Marfat.com

اس نے اپنے ایک خط میں جنرل ہیرس کو لکھا کہ مجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے کہ امرار وزرار اور عام رعایا سلطان کے خلاف ہے اور وہ ہمارے سامنے گھٹنے ٹیکنے کو تیار ہے۔

Marfat.com

میسور پر حملہ

اعلان جنگ کے بعد انگریزی اور حیدر آبادی فوجیں
نہایت سرعت کے ساتھ سلطنت میسور کی طرف بڑھیں
حیدر آبادی فوج میر عالم کی کمان میں تھیں اور
ان سب کا سپہ سالار جنرل ہیرس تھا جسے وسیع تر
اختیارات دیئے گئے تھے انگریزی فوج دو جانب
سے سلطنت میسور پر حملہ آور ہوئی فوج کا ایک

Marfat.com

حصّہ مالا بار اور کورگ کے راستے سے، دوسرا مدراس کی جانب سے سرنگاپٹم کی طرف بڑھا۔ ۳۷ ہزار کے قریب فوج جو پیدل، سوار اور توپ خانہ وغیرہ پر مشتمل تھی اور جن میں انگریزوں کے علاوہ نظام کے آدمی بھی شامل تھے۔ ٹیپو سلطان کی سرکوبی کے لیے متعین کی گئی۔ نظام کی فوج میر عالم کی کمان میں اور بمبئی کی فوج جنرل اسٹوارٹ کی کمان میں تھی۔

جنرل ہیرس کے اختیارات بہت وسیع تھے کسی فوجی یا سول افسر کو اس کے حکم کے خلاف چوں چرا کرنے کی اجازت نہ تھی۔ انگریزی فوج دو جانب سے سلطنت خداداد پر حملہ آور ہوئی فوج کا ایک حصّہ مالا بار اور کورگ کے راستے سے اور دوسرا مدراس کی جانب سے سرنگاپٹم کی جانب بڑھا۔ ٹیپو کو جب اس یورش کا علم ہوا تو وہ تھوڑی سی فوج لے کر جنرل اسٹوارٹ کو روکنے کے لیے سدا سیر تک آیا۔ غنیم سے اس کی جھڑپ ہوئی

Marfat.com

اور جب اُسے یہ علم ہوا کہ برطانوی فوج سلطنت خداداد کی دوسری جانب دباؤ ڈال رہی ہے تو وہ اس حملہ کو ادھورا چھوڑ کر واپس لوٹ آیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی فوجیں بڑھتی بڑھتی سرنگاپٹم کے پاس پہنچ گئیں کیونکہ میر معین الدین اور پورنیا سلطان سے غداری کر رہے تھے اور جان بوجھ کر اس کی فوج کو انگریزی توپ خانہ کی زد میں لا کر تباہ کروا رہے تھے۔ اسی اثنار میں سلطان کا ایک وفادار افسر نواب محمد رضا خاں مارا گیا۔ اب دشمن نے سرنگاپٹم کو چاروں طرف سے گھیر لیا سلطان کی ہر نقل و حرکت کی خبر میر صادق پورنیا اور میر معین الدین کی معرفت انگریز کیمپ میں پہنچ رہی تھی اس لیے وہ مطمئن تھے اور رفتہ رفتہ سرنگاپٹم کے اطراف میں ضروری اور اہم مقامات پر قابض ہو رہے تھے۔

ان کی گولہ باری نے قلعہ کی دیواروں کو چھلنی کر دیا تھا۔ سلطان کو اب حالات کا علم ہوا اور

Marfat.com

نہ سمجھا کہ اس کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان امیروں کی غداری کی وجہ سے ہے۔ اور ان میں اکثر ایسے ہیں جن کو اس نے پستی سے اٹھا کر بلندی پر پہنچایا تھا۔ سلطان ان مایوس کن حالات سے قطعًا متاثر نہ ہوا اس نے اپنے چند وفادار فرانسیسی افسروں کو جو سالہا سال سے اس کے پاس ملازم تھے اپنے حضور میں طلب کیا اور صورت حالات کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا

"موجودہ حالات کو تم دیکھ رہے ہو۔
کوئی قابلِ اعتماد بات باقی نہیں رہی۔
جن لوگوں کو میں اپنا اعتباری اور وفادار
تصور کرتا تھا اب ان آنکھوں سے ان کی
بے وفائی، مکاری اور غداری کے مناظر دیکھ
رہا ہوں۔ دشمن زوروں پر ہیں۔ ان کی طاقت
روز بروز بڑھ رہی ہے اب کیا کرنا چاہیئے
فرانسیسی افسروں نے آداب بجا لاتے ہوئے کہا

"اعلیٰ حضرت آپ ہمارے ولی نعمت ہیں۔ ہم

Marfat.com

نے حضور کا نمک کھایا ہے۔ جہاں حضور کا
پسینہ گرے گا ہم اپنا خون گرائیں گے اگر
حضور ہماری رائے کو پسند فرمائیں تو جواہرات
کی پیٹیاں، اشرفیوں کے صندوق توشک خانہ
کا قیمتی سامان لے کر حرم سرا کی خواتین کے
ساتھ رات کی خاموشی میں قلعہ معلّٰی سے
باہر تشریف لے جائیں اور دس ہزار سوار
پانچ ہزار باقاعدہ پیادہ فوج اور بیس
ضرب توپ لے کر ڈبل کوچ کے ساتھ
قلعہ چلدرگ چلے جائیں اپنے معتمد اور
وفادار افسروں اور جانثار سرداروں کو مختلف
کاموں پر مامور فرمائیں۔ یہ قلعہ ہمارے سپرد
کریں جب تک ہم میں سے ایک بھی باقی رہے
گا دشمن قلعہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اگر آپ
اس بات کو پسند نہ فرمائیں تو ہم سب فرانسیسیوں
کو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیں۔ اس
کا مقصد بھی یہی ہے اور جب وہ اپنے مقصد

Marfat.com

میں کامیاب ہو جائیں گے تو مصالحت کا ہاتھ
آپ کی جانب بڑھائیں گے

سلطان پر اس تقریر کا بڑا اثر ہوا۔ اس نے ان کی بہادری، نمک حرامی اور وفاداری کی تعریف کرتے ہوئے کہا،

"یہ ناممکن ہے کہ میں اپنے دوستوں کو دشمن کے حوالے کر دوں خواہ میری سلطنت ہی کیوں نہ تباہ ہو جائے۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔

اس کے بعد سلطان نے اپنے نمک حرام دیوان میر صادق کی جانب کیا اور اس کی رائے پوچھی۔ اس سخن سازی کرتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں سلطان کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور کہا

"فرانسیسی اور انگریز ایک ہیں۔ جونہی آپ نے قلعہ کے باہر قدم رکھا۔ یہ انگریزوں کو فوراً خبر کر دیں گے۔

اس بات کی تائید نمک حرام پورنیا نے بھی کی،
اسی اثناء میں سلطان نے ایک مرتبہ پھر

Marfat.com

صلح کی کوشش کی مگر صلح کے لیے جو شرائط پیش کی گئیں وہ سخت ذلت آمیز تھیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ تمام ساحلی علاقہ اور سلطنت خداداد کا نصف حصہ کمپنی بہادر کے حوالے کر دیا جائے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ بیس لاکھ پونڈ تاوانِ جنگ کے طور پر ادا کیے جائیں۔

تیسری شرط یہ تھی کہ سلطان اپنے چار بیٹے اور چار معتمد امیر یرغمال کے طور پر کمپنی کے سپرد کر دے اور سلطان آئندہ کے لیے کمپنی کے سپرد کر دے اور سلطان آئندہ کے لیے کمپنی کا باجگزار بن کر رہے۔ ان تمام شرائط پر غور کرنے کے لیے اسے چوبیس گھنٹے کی مہلت دی گئی۔ ولکن کہتا ہے۔

وہ ان شرائط کی سختی اور بے انصافی سے بہت نالاں ہوا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک سپاہی کی طرح لڑتا ہوا میدانِ جنگ

Marfat.com

میں مارا جائے.. بجائے اس کے کہ وہ ان
کافروں کے رحم پر اپنے آپ کو چھوڑ دے
اور دوسرے وظیفہ خوار راجوں اور نوابوں
کی طرح زندگی بسر کرے۔
اب جنگ کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

Marfat.com

ٹیپو سلطان کی شہادت

سلطان نے چاہا کہ جواہرات و خزانہ اور اپنے حرم کو قلعہ چتیل درگ کو روانہ کرے اس کے حکم کے مطابق سامان اونٹوں پر لاد دیا گیا اور زنانہ سواریوں کے لیے تیز رفتار بیل بھی مہیا کر دیئے گئے.

اس اہتمام کے بعد سلطان نے بعض معتمد امرار کو بلا کر انہیں اس تجویز سے مطلع کیا۔ سب امرار نے سکوت اختیار کیا مگر عوار بدر الزمان نائطہ نے عرض کیا

Marfat.com

"جہاں پناہ! جونہی آپ قلعہ سے باہر تشریف لے جائیں گے۔ سلطانی جانبازوں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی اور سب راہ فرار اختیار کریں گے۔ مصلحت اسی میں ہے کہ آپ ایسا نہ کریں۔"

سلطان نے نہایت حیرت سے بدرالزمان کی طرف نظر کی اور ایک آہ بھر کر یہ کہا۔

"رضائے مولےٰ از ہمہ اولےٰ۔"

سلطان نے بندھا بندھایا سامان وہیں رکھ دیا اور قلعہ سے باہر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ سلطان کو یقین ہو چکا تھا کہ سب اعیان سلطنت در پردہ انگریزوں سے ملے ہوئے ہیں۔ چنانچہ حرم سرا کے ارد گرد ایک خندق کھدوا کر اس میں بارود بھروا دیا تاکہ اگر انگریز اندر آ جائیں تو ناموس کی حفاظت کے لیے حرم سرا کو آگ لگا دی جائے۔

۴ مئی کی صبح کو نجومیوں نے آکر عرض کیا کہ آج کا دن اعلیٰ حضرت کے لیے نہایت نامبارک ہے اس لیے کچھ صدقہ خیرات دینا چاہیے۔

Marfat.com

سلطان نے غسل کر کے زر و مال سے لدا ہوا ایک ہاتھی فقیروں میں تقسیم کیا اور اس کے بعد قلعہ کا معائنہ کیا۔ دوپہر کے وقت سلطان ایک سایہ دار آم کے درخت کے نیچے آکر بیٹھا اور کھانا طلب کیا۔ ابھی ایک دو لقمے ہی منہ میں ڈالے ہوں گے کہ لوگ چیختے چلاتے ہوئے آئے کہ سید غفار دشمنوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ سلطان نے بے اختیار کہا

"مجاہد موت سے نہیں ڈرتے۔ اور سید غفار بھی ایک مجاہد تھا۔"

اس وقت ٹیپو سلطان کے نمک حرام وزیروں پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اس غداری اور بے وفائی کا نتیجہ تمہیں اس وقت معلوم ہو گا جب تم اور تمہاری نسلیں ایک ایک دانہ اناج کو ترسیں گی اور تم دنیا میں نہایت ذلت کی زندگی بسر کرو گے۔"

یہ کہہ کر سلطان نے تلوار اور بندوق نکالی اور طاؤس نامی گھوڑے پر سوار ہو کر دشمنوں کے مقابلے

Marfat.com

کے لیے نکلا۔

ٹیپو سلطان اس وقت سفید رنگ کی قمیص اور چھینٹ کا پاجامہ پہنے ہوئے تھا کمر میں سرخ رنگ کا پٹکا اور سر پر قیمتی عمامہ تھا دو زریں پٹیاں بھی لگا رکھی تھیں ایک میں کارتوس اور دوسری میں تلوار لٹک رہی تھی بازو پر ایک تعویذ باندھ رکھا تھا جس پر قرآنی آیات لکھی ہوئی تھیں

جب سلطان اپنے جانباز سپاہیوں کے ساتھ فصیل کے اس طرف گیا جہاں دشمن گولہ باری کر رہے تھے تو نمک حرام میر صادق نے دروازہ بند کر دیا اور خود فصیل پر چڑھ کر انگریزی فوج کو حملہ کرنے کا اشارہ کر کے قلعہ سے باہر جانے کا ارادہ کیا۔ اچانک ایک سپاہی میر صادق کو دیکھ کر چلا اٹھا

"او غدار آقا کو اس مصیبت میں چھوڑ کر کہاں چلا ہے"

اور پھر جوش و غضب میں تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ میر صادق کا سر تن سے کٹ کر زمین

Marfat.com

پر آپڑا۔ چار دن بعد اس کی لاش بغیر دفن کے اسی جگہ گاڑ دی گئی۔ شہر کے لوگ آج بھی اس کی قبر پر تھوکتے ہیں۔

دوپہر کا وقت تھا سلطانی سپاہ نہایت سرگرمی سے دادِ شجاعت دے رہی تھی لیکن نمک حرام غدارِ وطن پورنیا نے جو انگریزوں کی سازش میں شریک تھا۔ سپاہیوں کو تنخواہ دینے کے بہانے سے بلوا لیا۔ فوج اپنی جگہ سے ہٹ گئی ادھر سفید نشان لہرا کر دشمن کو خبر دے دی گئی کہ میدان صاف ہے۔ بے خوف بڑھتے چلے آؤ۔ چنانچہ انگریزی فوج جنرل بیرڈ کی کمان میں دریا پار کر کے آسانی کے ساتھ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر اندر داخل ہو گئی۔ غدار میر قاسم اس فوج کی راہنمائی کر رہا تھا۔ سلطان نے بھی ایک محفوظ مقام پر پہنچ کر انگریزی فوج پر حملہ کرنے کا حکم دیا لیکن جب سلطان نے دیکھا کہ دشمن فصیل پر قابض ہو کر قلعہ میں

Marfat.com

داخل ہو چکا ہے اور اب مدافعت بے سود ہے
تو واپس چلا آیا اور قلعہ کے اندر چلے جانے کا
ارادہ کیا مگر دروازہ کو بند پایا
یہ کارروائی نمک حرام میر صادق کی تھی۔

سلطان اپنی فوج کے ساتھ تین طرف سے
دشمنوں میں گھر گیا۔ اس وقت ایک سپاہی نے
سلطان کو یہ مشورہ دیا کہ حضور اپنے آپ
کو انگریزوں پر ظاہر کر دیں اس صورت میں آپ کی
جان محفوظ ہو سکتی ہے لیکن سلطان نے جوش میں
چلا کر کہا۔

"گیدڑ کی سو سال کی زندگی شیر کی ایک دن کی
زندگی سے بہتر ہے۔

اچانک دشمنوں کی جانب سے ایک گولی سلطان کے
گھوڑے طاؤس کو لگی گھوڑا اسی وقت جان بحق ہوا
اور سلطان پا پیادہ جنگ کرنے لگا۔

سلطان کے وفادار سپاہی اپنے آقا پر پروانہ وار
قربان ہو رہے تھے۔ جب غداروں کی وساطت سے دشمنوں

Marfat.com

کو معلوم ہوا کہ سلطان بذاتِ خود مصروف جانبازی ہے تو وہ اور زیادہ خون ریزی سے لڑنے لگے اس ہنگامے میں ایک گولی سلطان کے دل کے قریب لگی۔

سلطان زخمی ہوکر گر پڑا۔ اتنے میں ایک انگریز ادھر سے گزرا۔ سلطان کا قیمتی لباس دیکھ کر اس کا دل للچایا اس نے قریب جاکر سلطان کی زریں پیٹی پر ہاتھ ڈالا۔ سلطان نے پلٹ کر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا پاؤں بری طرح زخمی ہوگیا۔ اور اس گورے نے غصے میں آکر سلطان کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ عین اس وقت جبکہ سورج غروب ہونے والا تھا۔ میسور کا یہ آفتاب سرنگاپٹم کے قلعہ پر حسرت بھری نظریں ڈالتا ہوا اپنے ہی لہو کی سرخیوں میں غروب ہوگیا۔

دوپہر سے شام تک لڑائی جاری رہی اور سلطان کے وفادار اور سپاہی جانبازی اور نمک حلالی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے آقا کے ساتھ شہید ہوگئے۔

Marfat.com

اس جنگ میں سلطان کے بارہ ہزار سپاہیوں نے جام شہادت نوش کیا ان شہیدوں میں مردوں کے علاوہ عورتیں بھی تھیں جو غالباً حرم سلطان سے تعلق رکھتی تھیں اور اس آخری وقت میں عصمت اور ناموس کی خاطر اپنے سلطان کے ساتھ جاں بحق ہوئیں۔ میدانِ جنگ میں لاشیں اس قدر پڑی تھیں کہ یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ سلطان کی نعش کس جگہ ہے اور دشمنوں کو یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ سلطان نے کس وقت جامِ شہادت نوش کیا۔ شہادت کے وقت سلطان کی عمر ۴۸ سال کی تھی شام ہو چکی تھی اور اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے جن میں پہچان مشکل ہو گئی تھی۔ آخر مشعلیں منگوائی گئیں لاشوں کے ڈھیر میں ایک ایسی لاش نظر آئی۔ جس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بدستور موجود تھی: یہی شیر میسور ٹیپو سلطان کی لاش تھی جب جنرل ہیرس لاش کے پاس آیا تو خوشی سے چلایا۔

Marfat.com

"آج ہندوستان ہمارا ہے"

اس وقت سلطان شہید کی آنکھیں کھلی تھیں لبوں پر مسکراہٹ تھی تلوار کے دستے کو مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا جسم اس قدر گرم تھا کہ ولزلی کو شبہ ہوا۔ سلطان ٹیپو ابھی زندہ ہے۔ نبض دیکھی تو بند تھی۔ تب ولزلی کو اطمینان ہوا۔ سلطان کو گولیوں کے کئی زخم تھے۔ جنرل ہیرس نے سلطان کی لاش کو پالکی میں رکھوا کر محل میں بھجوا دیا۔ اور محل پر فوجی پہرہ لگا دیا گیا۔

شہادت کے دوسرے روز ظہر کے وقت سلطان کا جنازہ نہایت عزت واحترام سے قلعہ سے روانہ ہوا سب امرار اور شہزادے ساتھ تھے انگریزی فوج کے چار دستے بھی پیچھے پیچھے تھے راستے میں ہر شخص نوحہ کناں تھا۔ ہر گھر سے رونے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں جب جنازہ لال باغ کے نزدیک پہنچا۔ حیدر آبادی

Marfat.com

سردار بھی جنازہ میں شریک ہو گئے سلطان حیدر علی کے مقبرہ کے پاس جنازہ ٹھہرایا گیا یہاں فوج نے جنازہ پڑھائی اور سلطان شہید کو اس کے باپ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ پانچ ہزار روپے فقیروں مسکینوں کو خیرات دیے گئے۔

کہتے ہیں سلطانؒ کی تدفین کے وقت آسمان سے ایک طوفان اٹھا بادل کی گھن گرج نے زمین تک کو ہلا کر رکھ دیا کئی مقامات پر بجلی گری۔ دریائے کاویری میں بڑے زور کا سیلاب آیا۔ زمین و آسمان سلطان کے ماتم میں شریک تھے اس ہیبت ناک نظارہ کے متعلق ایک انگریز لکھتا ہے۔

ایک طرف قلعہ پر سے توپوں کے چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں دوسری طرف بادلوں کی گھن گرج اور بجلی کی خیرہ کن چمک نے اس قیامت خیز منظر کو اور بھی خوفناک بنا دیا تھا۔

Marfat.com

ہ کہتے ہیں جتنا خوفناک طوفان سلطان شہید کی تدفین کے دن آیا اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ دریائے کاویری میں طغیانی زوروں پر تھی۔ ان واقعات سے ہر زن و مرد پر ایک ہیبت اور وحشت طاری تھی اور ہر شخص یہی سمجھ رہا تھا کہ قیامت کا دن آج ہی ہے۔"

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد شہر کے ہر کوچہ و بازار میں لوٹ مار شروع ہو گئی رات کی تاریکی میں عورتوں اور بچوں کی چیخوں سے دل پھٹے جاتے تھے جوان عورتوں کی عصمت دری، بچوں کے قتل اور خاندانوں کی تباہی دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا بھر کی مصیبتیں سرنگاپٹم پر ٹوٹ پڑی ہیں۔

چار دن تک لوٹ مار برابر جاری رہی اور کوئی گھر اس بلا سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اگرچہ

Marfat.com

سلطانی خزانہ پر پہرہ لگا دیا گیا۔ تاہم کئی گورے خفیہ دروازوں سے اندر گھس گئے اور جیبوں کو سونے جواہرات سے بھر لیا۔ محل کے زنانہ حصّہ کی بھی تلاشی لی گئی جہاں سے ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کے علاوہ نہایت نادر و نایاب چیزیں ملیں۔ جن صندوقوں میں جواہرات اور سونا چاندی تھا ان پر نواب حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی مہریں ثبت تھیں اسی طرح دوسرے کمروں میں بھی زرومال سے بھرے ہوئے مقفل صندوق، جواہرات سے مرصع طبق اور آرائش کے لوازمات ملے ایک اور کمرے میں تلواریں اور بندوقیں اور دوسرا سامان جنگ تھا جن میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ یہاں نہایت قیمتی کپڑوں کی گٹھڑیاں بھی پڑی ہوئی تھیں جن کے متعلق اندازہ کیا گیا کہ ان کو اٹھانے کے لیے پانچ سو اونٹ درکار ہوں گے۔

Marfat.com

مال غنیمت میں قد آدم شیشے، دوربینیں، تصویریں سونے اور چاندی کے برتن، اعلیٰ قسم کے فرنیچر اور کتب خانہ بھی ملا۔ کتابوں کی جلدیں زریں اور مرصع تھیں۔

ایک بیش بہا تخت اور ایک مرصع ہودنج بھی دشمنوں کے ہاتھ لگا۔ عجیب وغریب بندوقیں اور تلواریں دستیاب ہوئیں اس مال غنیمت میں سے سلطان شہید کی ایک تلوار لارڈ ولزلی کو پیش کی گئی۔

جنرل ہیرس کے حصے میں ایک لاکھ بائیس ہزار نو سو اشرفی آئی دولت سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں میسور میں کس قدر خوشحالی اور فارغ البالی تھی۔

سلطان ٹیپو کے مقدر ہی میں لکھا تھا کہ وہ زندگی بھر ناموافق حالات کا مقابلہ کرے اس کو اپنے باپ کی وراثت میں ایک عظیم الشان حیثیت ملی تھی اس کو برقرار رکھنے کے لیے اس نے بھی وہی ذرائع اختیار کیے جو اس کے باپ نے کیے تھے۔ سرنگاپٹم کی فیصلہ کن جنگ میں ٹیپو کی کوئی پیش نہ چل سکی اگر وہ چاہتا تو رنجیت سنگھ کی

Marfat.com

طرح اپنے آپ کو بچا سکتا تھا لیکن اسے زندگی کی ضرورت نہیں تھی سلطان ایک غیور انسان تھا اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ولزلی کو اس کے خفیہ ارادوں کا پتہ چل گیا ہے علاوہ ازیں انگریزوں کی بحری طاقت بھی سلطان ٹیپو کے لیے مضر ثابت ہوئی اور وہ ایسی طاقتوں میں آکر پھنس گیا جن کو وہ بالکل نہ سمجھ سکا۔ لیکن اس کی شیر دلی، اس کے دلیرانہ اوصاف اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی پیہم کوشش اس کے زوال کا باعث ہوئی اس کی جگہ ہمسایہ طاقتوں کی طرح کمزور دل اور ضمیر فروش بادشاہ ہوتا تو مطیع ہو کر اپنا تخت و تاج بچا لیتا۔

Marfat.com

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد

جس وقت مال غنیمت تقسیم کیا جا رہا تھا تو میر عالم نے بھی حیدر آبادی فوج کے لیے حصّہ مانگا۔ جنرل ہیرس نے ٹکا سا جواب دیا اور کہا

"قلعہ انگریزوں سے اپنے زور بازو سے فتح کیا ہے اس لیے حیدر آبادی فوج کو حصّہ نہیں مل سکتا"

Marfat.com

جب لارڈ ولزلی کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے سلطان کے پالتو شیروں کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"اگر چاہو تو یہ لے سکتے ہو۔"

لیکن میر عالم نے انکار کر دیا اور ولزلی نے اُن شیروں کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔

سلطان کی شہادت کے بعد سب شہزادے اور سلطان کا چھوٹا بھائی کریم شاہ اسیر ہو گئے لیکن شہزادہ فتح حیدر ایک لشکر جرار کے ساتھ گرم کٹ کے نواح میں خیمہ زن تھا جب یہ المناک خبر اسے ملی تو اس کے رنج وغم کی کوئی حد نہ رہی شہزادے کی یہ حالت دیکھ کر جاں نثاروں نے عرض کیا کہ عالی جاہ ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ ابھی سرنگاپٹم کا قلعہ ہی ہاتھ سے گیا ہے۔ باقی ملک یعنوں کا توں ہے اور بڑے بڑے مضبوط قلعے آپ کے پاس ہیں فوج اور اسلحہ بھی موجود ہے اور کئی وفادار حق نمک ادا کرنے کو تیار ہیں بسم اللہ کیجئے۔ ممکن ہے سلطنت کی بقار کی کوئی صورت نکل آئے۔ لیکن شہزادہ فتح حیدر، غدار دل اور نمک حراموں کا

Marfat.com

خیال کر کے چپ ہو رہا اسی اثنا۔ میں فرنگی سفیر بھی شہزادے کے پاس آتے جاتے رہے اور اسے اطمینان دلایا کہ اگر شہزادہ سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کرے گا تو شاید اسے سلطنت میسور تفویض کر دی جائے یا اس امیر کی حالت میں شہزادہ سب ارادوں سے باز رہا اور لاؤ لشکر انگریزوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر خود گوشہ نشین ہو گیا جب انگریزوں کو کسی قسم کا خدشہ نہ رہا تو انہوں نے سلطنت میسور کے نئے انتظام کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی۔ جس کے لئے نظام حیدرآباد سے منظوری لی گئی اور میر عالم اور ٹیپو سلطان کے چند غدار امرا کو بھی مجلس شوریٰ میں دعوت دی گئی۔

اب سلطنت میسور کی حکمرانی کا قضیہ درپیش تھا ایک طرف تو سلطان شہید کے شہزادے تھے اور دوسری طرف قدیم ہندو راجوں کے خاندان۔ چنانچہ بحث وتمحیص کے بعد کثرت رائے سے یہ طے پایا کہ

Marfat.com

سلطنت میسور قدیم ہندو خاندان کے سپرد کر دی جائے اور شہزادوں کو جلا وطن کر دیا جائے تاکہ آئندہ ان کے دفاع میں تاج و تخت کا تصور بھی نہ آئے۔

چنانچہ جب شہزادوں کو ۱۸ جون ۱۷۹۹ء میں ویلور کی طرف جلا وطن کر دیا گیا جہاں سے انہیں کلکتہ بھیج دیا گیا اور ذاتی اخراجات کے لیے سات لاکھ روپے سالانہ ان شہزادوں کا وظیفہ مقرر کیا گیا شہزادوں کی رخصت کے بعد ۳۰ جون ۱۷۹۹ء کو سابق راجہ کے لڑکے کرشن راج کو جو اس وقت پانچ برس کا تھا تخت نشین کیا گیا اور پورنیا کو دیوان مقرر کیا گیا۔

جب نئے راجہ کی تخت نشینی ہوئی تو سلطنت میسور کی تقسیم اس طرح کی گئی

(۱) کل اضلاع کرناٹک، پائین گھاٹ اور ساحلی علاقہ انگریزوں کو ملا۔

(۲) تنگ بھدرا کا علاقہ مرہٹوں کو اس شرط پر دینے کا وعدہ کیا گیا کہ یہ سب سبسیڈی ایری سسٹم قبول کریں۔

Marfat.com

۳۔ ضلع اننت پور، کڑپہ، کرنول اور بلاری نظام حیدرآباد کے حصے میں آئے۔

(۴) بقیہ ملک نئے راجہ کو دے دیا گیا قلعہ سرنگاپٹم بھی انگریزوں کے قبضہ میں رہا اور ریاست کی نگرانی کے لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے ریذیڈنٹ اور فوج مقرر ہوئی۔

سلطان کی شہادت پر فرنگیوں نے بڑی خوشیاں منائیں۔ لارڈ ولزلی نے ۶ فروری ۱۸۰۰ء میں کلکتہ پہنچ کر ایک عظیم الشان جشن منایا گورنر جنرل سے لے کر ادنیٰ سپاہی تک جلوس کی صورت میں گرجا گھر تک پیدل گئے۔

راستے میں دو رویہ فوجیں کھڑی تھیں جنہوں نے اس جلوس کو توپوں سے سلامی دی لارڈ ولزلی نے اس جشن کو پر رونق بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جب سلطان کی شہادت کی خبر انگلستان پہنچی تو وہاں بھی اس خوشی میں چراغاں کیا گیا۔ ٹیپو سلطان کی شہادت دراصل ہندوستان کی آزادی کی موت

Marfat.com

تھی۔ انگریزوں نے جان لیا تھا کہ سلطان کے جیتے جی ہندوستان میں انگریزی حکومت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

ان سب انگریز افسروں کو جن کا میسور کو فتح میں ہاتھ تھا انعامات و خطابات ملے۔ لارڈ ولزلی کو مارکوئیس کا خطاب دیا گیا اور ذہد جنرل ہیرس کو لارڈ ہیرس آف سرنگاپٹم کا خطاب ملا ٹیپو سلطان کی شہادت کے ۲۴ سال بعد ایک امریکن شاعر برناڈ والی کلف میسور آیا اور مشہد سلطانی پر عقیدت کے چند پھول ایک مرثیہ کی صورت میں پیش کئے جس کا ترجمہ مولانا عبدالمجید سالک نے کیا۔

خوف کی اس اندھیری رات میں تیرا
شعلہ بجھا دیا گیا۔
اقتدار شاہانہ کا عصا تیری قوم کے ہاتھ سے
چھن گیا۔
بے شمار جگر دار غازی۔

Marfat.com

سب شہید ہوئے
صرف وہی باقی ہیں جو آج تیرا ماتم
کر رہے ہیں
جب ہنگامہ کارزار کا خونیں بادل
منڈلا رہے ہوں ہمارے سروں پر
تب!
موت بہتر ہے ایسی رسواکن زندگی سے
جو اندوہ وانفعال کی سرمایہ دار ہو

اے بطل حریت
علمبردار خونی شورشوں کے
اے آسمان جہاد کے ستارے
تو غزدب ہو گیا
ان ذلیل انسانوں کی طرح نہیں
جنہیں ناموری نے
طوفان پیکار کی لہروں میں غرق فراموشی کر دیا
جو خاک مذلت پہ سر بسجود ہو گئے
مجاہدوں کی صف میں رہ کر جان دیتا

Marfat.com

ایسے لوگوں کے ساتھ زندہ رہ کر
فرمانبرداری کرنے سے بہتر ہے ہزار درجہ
موت بہتر ہے ایسی رسوا کن زندگی سے
جو اندوہ انفعال کی سرمایہ دار ہو
نہیں!
تو خاک و خون کے بستر پر
اس فروزاں آفتاب کی طرح سو گیا
جس کی غضبناک شعاعیں
اس وقت نمودار ہوں
جب اس کا دورہ ختم ہونے والا ہو
جس مقام پر موت کے جانسوز شعلوں کی لپک
خون آشام تلواروں کی زہرہ گداز جھنکار سے
فضا بریز ہو رہی تھی
اور مرنے والے آخری سانس توڑ رہے تھے
تو تخت و تاج کو ٹھکرا کر
شیر کی طرح میدان میں کودا
اور سپاہی کی طرح مر گیا

Marfat.com

موت بہتر ہے ایسی رسواکن زندگی سے
جو اندوہ و انفعال کی سرمایہ دار ہو
تیرا بہادر اور قوی باپ خوش تھا
کہ اس کی روح جہاد
تم میں تڑپی ہے
اس کی جنتی لبوں پر مسکراہٹ تھی
اس نے دیکھا کہ تو دشمن پر آخری وار کر رہا ہے
اور تیری تلوار
سرخ رو ہو رہی ہے
دشمنوں کے لہو سے
پھر اس نے دیکھا کہ تو سو رہا ہے
بہادروں کی طرح
اور تیرے سینے پر گل رخ زخم ہیں
موت بہتر ہے ایسی رسواکن زندگی سے
جو اندوہ و انفعال کی سرمایہ دار ہو
اہل جنت نے شہید کے لیے
سدا بہار پھولوں کا ایک ہار گوندھا

Marfat.com

اپنی زمردیں خلوتوں میں
نخل طوبیٰ کے نیچے
فردوس کی جادو نگاہ حوروں نے
خلد بریں کی شفاف فضاؤں میں
رومال ہلا ہلا کر خیر مقدم کیا!
مجاہدین کے سب سے بڑے سردار
سلطان شہید کا!
موت بہتر ہے ایسی رسواکن زندگی سے
جو اندوہ و انفعال کی سرمایہ دار ہو!!

Marfat.com

شیر میسور

تاریخ وطن میں سلطان شہید کی شخصیت اس لحاظ سے حیرت انگیز ہے کہ اس نے اس زمانہ میں ہندوستان کو فرنگیوں کے خلاف متحد ہونے کی دعوت دی جبکہ ہندوستان کے دوسرے والیان ریاست متحدہ قومیت کے مفہوم سے بھی نا آشنا تھے۔

Marfat.com

سلطان کی زندگی کا یہی مقصد تھا اس نے اسی مقصد کے لیے اپنی جان دی سلطان پہلا ایشائی حکمران ہے جس نے ہندوستان کے مسائل کو بین الاقوامی زاویہ نگاہ سے دیکھا سلطان کی شہادت کے ۱۴۱ برس بعد ہندوستان کو ان دونوں مسائل کا سامنا ہوا ٹیپو سلطان نے میدان جنگ میں اپنے باپ کے تاج و تخت کو ورثہ میں پایا اس تاج و تخت کو آزادی وطن پر قربان کرنے میں ٹیپو سلطان نے کبھی دریغ نہ کیا وہ بہادروں کی طرح اپنے وطن کی حفاظت کرتا ہوا شہید ہوا - دکن نے ایک شیر پیدا کیا جو سیاست میں وطن پرور اور اقتصاد میں کسان دوست تھا

سلطان ٹیپو وہ جانباز سپاہی تھا جس کے شجاعت اور بہادری کے کارنامے اتنے ہیں کہ اس مختصر سی کتاب میں بیان نہیں کیے جا سکتے - یہاں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ اس وقت جب اس کے دارالسلطنت سرنگاپٹم پر آخری

Marfat.com

حملہ کیا تھا تو اس کے باوجود کہ اس کے
دشمنوں کی قوت اس کی قوت سے کہیں
زیادہ تھی اور وہ اس قلعے کی حفاظت
کر رہا تھا جس کے اردگرد ایک زبردست
فرنگی فوج اور اس کے ساتھ نظام، میسور
اور ٹراونکور کے لشکر کے پرے کے پرے پڑے
ہوئے تھے
ٹیپو سلطان نے اپنی بے نظیر شجاعت اور قوت
برداشت کا ثبوت دیا اور مردانہ وار لڑتا ہوا
شہید ہوا اس بات میں ذرا بھی شک نہیں
کہ اگر اس کا ایک مسلمان جرنیل غداری نہ
کرتا تو سرنگاپٹم کے خلاف نہ کوئی یورش کی جا
سکتی تھی اور نہ اُسے فتح کیا جا سکتا تھا۔
اس موقع پر کورگ کے راجہ کے اس کمینہ
اور غدارانہ طرز عمل کا ذکر کر دینا بھی مناسب
ہو گا جس پر تاریخ کی یہ شہادت موجود ہے
کہ سرنگاپٹم کی تسخیر پر اس نے خوشی کے شادیانے

Marfat.com

بجائے اس راجہ کو ٹیپو سلطان سے خداواسطے کا بیر تھا وہ ظالم اس وقت یہ بھی بھول گیا کہ ٹیپو کی شکست دراصل ہندوستان کی آزادی کا خاتمہ تھا بہرحال ہندوستان کی آئندہ نسلیں ٹیپو کی یاد کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی اس ٹیپو کو جو شہری ٹیپو تھا۔ شہید ٹیپو تھا اور بہادر ٹیپو تھا۔

ٹیپو سلطان نے جو کچھ بھی کیا ہندوستان کی آزادی اور اسلام کی بلندی کے لیے کیا۔ جب تک اس کی جان میں جان رہی اس نے انگریزوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار کا جان توڑ مقابلہ کیا۔ ہندوستان کی آزادی کے لیے مردانہ وار جدوجہد کی ایک پکے اور سچے مسلمان کی شان ہی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ آزادی کو ترجیح دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس روئے زمین پر بدترین لعنت اگر ہے تو غلامی ہے

دنیا کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر عظیم انسان کامیاب ترین انسان بھی ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی عظیم المرتبت ہستیاں ایسی گزری ہیں کہ وہ بظاہر بالکل ناکام رہیں مگر پھر بھی دنیا نے ان کے سر پر عظمت کا تاج رکھا۔ اور ان کی یاد کو دل میں جگہ دی۔ ہنی بال، حضرت امام حسینؓ نپولین اعظم۔ اتاترک اور سلطان ٹیپو انہی افراد میں سے تھے جن کی ناکامی ان کی شہرت اور بقائے دوام کو کم نہ کر سکی۔ سلطان ٹیپو ان نادر روزگار ہستیوں میں سے تھے جن کا ثانی صدیوں پیدا نہیں ہوتا۔ اور گو ان کی زندگی بظاہر ناکام رہی مگر ان کی ناکامی ان کی عظمت کو کم نہ کر سکی۔

میسور کا چپہ چپہ آج بھی سلطان شہید کی عظمت کی پکار پکار کر شہادت دے رہا ہے۔ اور ایک فاتح کینہ پرور دشمن کی ہر ممکن کوشش کے باوجود ہندوستان کے اس مایہ ناز سپوت کی

Marfat.com

ابھی تک جنوبی ہند کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے دل میں تازہ ہے اور وہاں کا ہر گوشہ سلطان مرحوم کی عدیم المثال رواداری بے نظیر وسعت قلب اور لاثانی بے تعصبی کی زندہ شہادت ہے۔

اگر جنوبی ہند میں سلطان شہید نے مسجدوں کو جاگیریں عطا کی تو وہاں کے مندروں کو بھی جاگیروں سے نوازا۔ اُن کے پنڈتوں اور پروہتوں کو شاہانہ نوازشوں سے نوازا۔ ان لوگوں کے پاس سلطان کے وہ فرمان ابھی تک موجود ہیں ان فرمانوں کے ایک ایک حرف سے اس شاہ عالی نژاد کے تدبیر۔ وسعت قلب اور رعایا پروری کا پتہ چلتا ہے۔ اور آج جو لوگ اسے ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کا الزام دیتے ہیں وہ اپنی ڈیڑھ سو سالہ حکومت میں ایک واقعہ بھی ایسی مذہبی رواداری اور بے تعصبی کا پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں انہوں

Marfat.com

نے ہندوؤں پر جبر یا ظلم کیا ہو۔

سلطان شہید کے زیر نگیں علاقے اور اس کے ملحقہ علاقے کو سرسری نظر سے دیکھ لینا ہی سلطان کی عظمت کے لیے کافی ہے۔ ان دونوں علاقوں کا تمدن اور طرز رہائش میں اتنا فرق ہے کہ انگریزوں کی ڈیڑھ سو سالہ حکومت ان دونوں علاقوں کی ثقافتی اعتبار سے ایک سطح پر نہ لا سکی۔ اگر جنوبی ہند میں ٹیپو سلطان پیدا نہ ہوا ہوتا تو وہاں کسی کو کھانا کھانا اور کپڑا پہننا نہ آتا۔

ٹیپو سلطان کا رنگ گندمی تھا۔ ناک خمدار اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ چہرہ کے خدو خال نہایت نازک تھے ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے تھے جسم سڈول تھا۔ قد پانچ فٹ آٹھ انچ تھا سلطان داڑھی منڈوایا کرتا تھا۔ لیکن مونچھوں کو ہمیشہ بل دیئے رکھتا تھا۔ لباس نہایت سادہ تھا اور دستار پر ایک سفید رومال

Marfat.com

بندھا ہوتا تھا کمر کی پیٹی میں ہمیشہ تلوار رہتی تھی گھوڑے کی سواری بہت مرغوب تھی سلطان کی طرز حکومت نہایت ملائم تھی۔ چھوٹے بڑے کے ساتھ مہربانی سے پیش کرتا تھا اور امیر و غریب کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا کرتا تھا۔

سلطان اکثر فارسی زبان میں گفتگو کیا کرتا تھا گزشتہ شاہان ہند کی عیش پسندیوں کا انجام دیکھتے ہوئے سلطان نے ہر قسم کے تکلفات سے کنارہ کر لیا تھا آداب وسلام۔ تحریر وتقریر اور درباری نشست و برخاست میں بالکل سادگی اختیار کر لی تھی۔

سلطان صبح سویرے جاگتا اور نماز سے فارغ ہو کر ایک گھنٹہ تک تلاوت قرآن کیا کرتا اس کے بعد سیر کے لیے نکلتا اور واپس آ کر ناشتہ کرنے کے بعد باہر سے آئے ہوئے خطوط کے جواب لکھواتا۔ اور بعض اوقات خود لکھتا تھا۔

Marfat.com

اور اس کے بعد فوج کا معائنہ کرتا تھا۔
سلطان کی غذا زیادہ تر دودھ اور پھلوں پر مشتمل تھا شام کا کھانا کھانے کے بعد سلطان دور تک ہوا خوری کے لیے جاتا سیر سے واپس آکر کسی کتاب کا مطالعہ کرتا اور اکثر رات کے دس بجے سو جایا کرتا تھا۔

سلطان ہر قسم کے دینی اور دنیاوی امور میں یکساں قابلیت رکھتا تھا وہ ایک اعلیٰ درجے کا نثر نگار اور شاعر بھی تھا۔ سلطان جب کسی بادشاہ کو خط لکھتا تو اس کا مضمون خود ترتیب دیتا تھا جو اس کی نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہوتا تھا۔ سلطان نے فوجی محکمے کے لیے ایک کتاب لکھوائی جس کا نام تحفۃ المجاہدین تھا۔ اس کے احکام وغیرہ سلطان کی خاص نگرانی میں لکھے گئے اور اس میں بہت سے مضامین اور اشعار سلطان کی تصنیف ہیں

Marfat.com

سلطان کی علم پروری کا ثبوت اس یونیورسٹی سے ملتا ہے جو اس نے سرنگاپٹم میں قائم کی۔ اس میں مذہبی تعلیم کے علاوہ، طب تجارت، جنگ اور دوسرے علوم کی تعلیم دی جاتی تھی سلطان، کے دل میں انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس نے اپنی سلطنت میں چپہ چپہ پر یتیم خانے اور سرائیں بنوائیں ہندوؤں کی خوشنودی کے لیے مندر تعمیر کرائے جو آج بھی میسور میں سلطان کے بے تعصبی کا پتہ دے رہے ہیں ایک دفعہ سلطان جنگ کے دنوں میں رات کے وقت اپنے خیمہ میں سو رہا تھا کہ باہر کی طرف سے کراہنے کی آواز آئی۔ سلطان اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو معلوم ہوا قیدی پیاس کی شدت سے کراہ رہا ہے۔ سلطان نے خود کو جا کر پانی پلایا۔ اور اس وقت تک نہ سویا جب تک

Marfat.com

کہ قیدی نہ سو گیا سلطان ایک نہایت غیر متعصب فرمانروا اور صلح جوئی کا جیتا جاگتا مجسمہ تھا۔ طبیعت میں منکسر المزاجی بہت زیادہ تھی سلطان کی الوالعزمی اور بے تعصبی کا ثبوت ان خطوط سے ملتا ہے جو اس نے غیر ملکی بادشاہوں اور مختلف مندروں کے گوروؤں کو لکھے۔

اگر کسی مندر میں کوئی خاص مذہبی تقریب ہوتی تو اس کے تمام اخراجات سلطان اپنی جیب خاص سے برداشت کرتا۔ سلطان کی شجاعت وبہادری کے دشمن بھی معترف تھے۔ چنانچہ ایک انگریز مورخ لیوس بی بورنگ کی تاریخ سے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں جن سے سلطان کی حیثیت کا پوری طرح مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ٹیپو سلطان اعلیٰ درجے کا شہسوار اور تیر انداز تھا بڑی بڑی جنگوں میں اس نے اپنی

Marfat.com

بہادری اور جنگی قابلیت کے ثبوت دیئے
مرہٹوں اور جنرل میڈوز کے مقابلہ میں اس
کی صف بندیاں اور جنوبی ارکاٹ پر اس
کے تند حملے محتاج بیان نہیں ہیں۔ ٹیپو
سلطان بڑا جدت پسند واقع ہوا تھا۔
اس نے کئی شہروں کے نام تبدیل کر دیئے
سابق قوانین میں بھی اہم تبدیلیاں کیں
پرانے گز میں بھی ترمیم یعنی اس نے
۲۴ انگشت کا گز مقرر کیا کیونکہ کلمہ
طیبہ کے ۲۴ حروف ہیں اور ان گزوں کے
اعتبار سے کوس دو میل کی بجائے
تین میل کا ہو گیا اسی طرح ٹیپو سلطان
نے سالوں اور مہینوں کے بھی نئے نام رکھے
تھے۔
ٹیپو سلطان بہت بڑا مدبر اور شاعر تھا
وہ معمولی سے معمولی کام بھی پوری توجہ
سے کرتا۔ علم و فنون، تجارت، طب اور مذہبی

Marfat.com

معاملات میں یکساں طور پر رائے دیتا تھا ٹیپو سلطان کو فارسی زبان پر عبور حاصل تھا وہ ہمیشہ خط وکتابت میں مشغول رہتا تھا سلطان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے خطوط اور مراسلات ترتیب کے ساتھ ایک رجسٹر میں درج ہوتے تھے۔ ٹیپو سلطان نے ایک نیا سکہ رائج کیا جس کے چہرہ والے رخ پر دین محمدی کا اعلان اور دوسری طرف یہ فقرہ لکھا ہوتا تھا۔

"او ست سلطان عادل"

یہ سکہ سرنگا پٹم میں ۱۱۹۹ھ میں ڈھالا گیا۔ ٹیپو سلطان نے فوجی قوانین کا ایک مجموعہ کتابی صورت میں تیار کیا تھا۔ جس کا نام فتوحات غازیاں" رکھا تھا۔ اس کتاب کے ۱۸ ابواب تھے۔ ورزشوں اور فوجی کرتبوں کے متعلق سب ہدایات درج تھیں اور

Marfat.com

ہر ایک افسر کے فرائض کی بھی تشریح کی گئی تھی وہ سب تدابیر اور طریقے کے شبخون کس طرح مارا جائے یا کھلے میدان میں جنگ کیسے کی جائے اس کتاب میں درج تھا ٹیپو سلطان نے ۱۷۹۲ء میں ایک اعلان شائع کیا تھا جس کے مطابق پیدل فوج پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی اور سواروں کی فوج کے تین محکمے مقرر کئے گئے۔ اول باقاعدہ رسالے۔ دوم سلاح دار، سوم غارت گر سوار ان تینوں قسموں کے پہلے درجہ کے سواروں کو سواران عسکری کہا جاتا تھا سلح دار سواروں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ ٹیپو سلطان کی دور بین نظروں نے جہازوں کی ضرورت کو بھی بھانپ لیا تھا اس کے متعلق جو احکام صادر ہوئے تھے ان سے سلطان کو الوالعزمی کا پتہ چلتا ہے لیکن افسوس ہے کہ تعمیل کی نوبت نہ پہنچی اس نے ۱۷۹۶

میں امیر البحروں کی ایک جماعت قائم کی جس کے گیارہ اراکین تھے ان اراکین کا لقب "میرم" رکھا گیا۔ ان اراکین کے تحت تیس امیر البحر تھے۔ بحری فوج کے متعلق بیس جنگی جہاز بڑے اور بیس چھوٹے تھے۔ جنگی جہاز دو درجوں میں تقسیم کیے گئے درجہ اوّل کے ہر جہاز پر ۷۲ توپیں رکھنے کا حکم تھا اور درجہ دوم کے جہاز پر ۶۲ توپیں، زیادہ چھوٹے جہازوں پر ۴۶ توپوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ سلطان نے امیران یم کی جماعت میں جہازوں کے نمونے بھیجے تھے کہ اس طرح کے جہاز تعمیر کیے جائیں اور جہازوں کے پیندوں کے واسطے ہدایت کی گئی تھی کہ تانبے کے لگائے جائیں۔ لیکن اس زبردست تجویز کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے پہلے ہی عہد سلطانی کا خاتمہ ہو گیا۔

ختم شد

Marfat.com

7898

خزینۂ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
Ph- 7314169

Marfat.com